حمدِ نانک

حضرت بابا نانک کی صفت و ثنا میں
اُردو نظموں کا مجموعہ

مُرتّب :-
فیض سرحدی

حمدِ نانک

(حضرت بابا نانک کی صِفت وثنا میں اُردو نظموں کا مجموعہ)

مُرتّب :-

بلونت سنگھ فیض سرحدّی

ایم - اے (ہندی - پنجابی) مُنشی فاضِل

ناشِر :- پریم گروور

ملنے کا پتہ :- گوروواڑہ پبلیکیشنز - 5146 اروڑہ محلہ - پٹیالہ

دھلی میں ملنے کا پتہ :- 5/4/2 گیتا کالونی - دھلی 31

قیمت :- اندرُونِ مُلک :- 15 روپے

بیرُونِ مُلک :- 1 پونڈ

جملہ حقوق محفوظ ہیں

جے ہند پرنٹنگ پریس۔ نہرو گارڈن روڈ جالندھر میں باہتمام
لالہ روشن لال بیٹھ جنرل مینجر طبع شد

سالِ طبع ۱۹۶۱ء

(بھگت رام خوش نویس روزنامہ پرتاپ جالندھر)

نذر

حضرت بابا نانک کے پاک قدموں میں
جن کی ذاتِ باصفات نے میرے دل میں
یہ مجموعہ شایع کرنے کا خیال جاگزیں کیا۔

مری انتہائے نگارش یہی ہے
ترے نام سے ابتدا کر رہا ہوں

اِنتساب:۔
جملہ شعرائے کرام کے نام
جن کا کلام اِس کتاب میں درج ہے

اظہارِ تشکّر

اُن تمام شعرائے کرام کا شُکریہ ادا کرنے میں مجھے ازحد خوشی ہے جنہوں نے میری نحیف وکمزور آواز کو لبیک کہا اور میری اَدنیٰ سی اِستدعا منظور فرماتے ہُوئے اپنی گراں قدر تخلیقات اِس مجمُوعہ میں شامل کرنے کے لئے فراہم کیں ؛

(فیضؔ سرحدّی)

ترتیبِ کلام

اسمِ گرامیٔ شاعر	عُنوانِ نظم	صفحہ نمبر
حضرت بابا نانک	یک عرض گفتم	۳۱
بھائی نند لال گویا غزنوی	گورُو نانک آمد	۳۲
بھائی نند لال گویا غزنوی	اقتباس از زندگی نامہ	۳۳
بھائی نند لال گویا غزنوی	رُباعیات	۳۵
جنابِ بسمل ایمن آبادی	مُسدّس	۳۸
علامہ اقبال	نانک	۴۶
جنابِ نظیر اکبر آبادی	اقتباس از نظم	۴۷
جنابِ جوش ملسیانی	جپ جی صاحب	۴۸
جنابِ جوش ملسیانی	گورُو نانک دیو کی زندگی کا ایک تاریخی واقعہ	۴۹
علامہ منوّر لکھنوی	گورُو نانک کی عظمت	۵۱
جنابِ ابر احسنی گنوری	گورُو نانک	۵۵
جنابِ میلا رام وفا	گورُو نانک نرنکاری	۶۰
جنابِ جگن ناتھ آزاد	نانک	۶۱
جنابِ گوہر ہوشیارپوری	سچّا گورُو	۶۲
جنابِ ساحر ہوشیارپوری	فرشتہ	۶۳
جنابِ فیض لدھیانوی	پریم کے چشمے	۶۴
جنابِ شفقت کاظمی	نذرِ عقیدت	۶۷
جنابِ بسمل سعیدی	رُباعیات	۶۸
جنابِ عزیز وارثی	بابا گورُو نانک	۷۱
جنابِ رام کرشن مضطر	بابا نانک مرشدِ کامل	۷۲
جنابِ امر سنگھ منصور	شانِ آدم	۷۴
جنابِ صغیر احمد صوفی	گلِ جناب بابا گورُو نانک	۷۶

اسمِ گرامیٔ شاعر	عُنوانِ نظم	صفحہ نمبر
جنابِ اللہ یار خاں جوگی	نانکِ اعظم	۷۸
جنابِ کمال کرتارپوری	اے گورُو نانک	۷۹
جنابِ خموش سرحدی	بابا نانک	۸۱
جنابِ اندرجیت گاندھی	قطعاتِ عظمتِ نانک	۸۴
جنابِ ظہور احمد ظہور	گورُو نانک جی مہاراج کی آمد	۸۶
جنابِ زار انبالوی	گورُو نانک	۸۸
جنابِ پورن سنگھ ہنر	گورُو نانک	۹۳
جنابِ ہما ہرنالوی	گورُو نانک	۹۴
جنابِ ساحر سیالکوٹی	گورُو نانک دیو جی	۹۵
جنابِ امر چند قیس	ست گورُو نانک	۹۶
جنابِ رام کرشن تمنّا	اے گورُو نانک	۹۸
جنابِ رشی پٹیالوی	گورُو نانک	۱۰۰
جنابِ صابر ابوہری	گورُو نانک	۱۰۳
جنابِ کالیداس رضا	گورُو نانک کے چرنوں میں	۱۰۵
سوڈھی گوربچن سنگھ کوشاں	گورُو نانک	۱۰۷
سوڈھی گوربچن سنگھ کوشاں	حق یہ ہے کہ......	۱۰۹
جنابِ مسرور لکھنوی	رُباعیات	۱۱۰
جنابِ آر۔ایس۔کوثر	گورُو نانک دیو	۱۱۱
جنابِ ست پرکاش سالک	گورُو نانک سے خطاب	۱۱۳
جنابِ ہری چند گل	گورُو نانک	۱۱۵
جنابِ روشن پٹیالوی	گلہائے عقیدت	۱۱۷
جنابِ طالب شملوی	گورُو نانک	۱۱۹

اسمِ گرامیِ شاعر	عنوانِ نظم	صفحہ نمبر
جنابِ آر۔ڈی سیال وفا	گورو نانک	۱۲۱
جنابِ جگر جالندھری	عقیدت کے پھول	۱۲۲
قاری محمد اسحاق حافظ سہارنپوری	حضرت بابا گورو نانک کے حضور ہیں	۱۲۴
جنابِ رتن پنڈوروی	شری گورو نانک دیو جی	۱۲۸
حکیم علی احمد ذکر	نذرانۂ عقیدت	۱۳۰
جنابِ متیّز نکودری	گورو نانک دیو کو دعوتِ طعام خراجِ عقیدت	۱۳۳
جناب خمار جالندھری	گورو نانک دیو	۱۳۶
جناب ہر بھگوان شاد	بابا نانک	۱۳۸
جناب بسمل سوہانوی	ایک سوداگر	۱۳۹
جنابِ نوبہار صابر	شعلۂ جاوید	۱۴۱

اسمِ گرامیِ شاعر	عنوانِ نظم	صفحہ نمبر
پروفیسر بی۔ڈی شیدا	گورو نانک دیو کی عظمت	۱۴۳
جنابِ نازاں سرحدی	قطعات	۱۴۴
ڈاکٹر بترہ کامل	گورو نانک	۱۴۵
جنابِ گیان چند منصور	ست گورو نانک دیو جی مہاراج	۱۴۶
جنابِ دید پال کوشل	اے گورو نانک	۱۴۸
جنابِ گوربخش سنگھ مضطر	گورو نانک کا ظہور	۱۵۰
جنابِ عشرت لدھیانوی	خراجِ عقیدت	۱۵۲
فیض سرحدی	مسدس	۱۵۳
فیض سرحدی	گورو نانک	۱۵۸
جناب اختر رضوانی	رباعیات	متفرق

ترتیبِ مقدمہ

عرضِ حال	9
ناشر کی عرضداشت	۱۱
حضرت بابا نانک کی مبارک زندگی کے چند تاریخی واقعات	۱۲
گورو نانک صاحب کے کچھ زریں ارشادات	۱۴
آپ کی مبارک زندگی	۱۶
روحانیت	۲۰
گفتار اور کردار	۲۸
انقلاب پسند گورو	۲۹

عرضِ حال

۱۹۶۹ء گورونانک صاحب کی متبرک پیدائش کا پانچ سوواں سال ہے۔ یہ سال دُنیا کے کونے کونے میں تمام ممالک کے جملہ افراد نے بلا لحاظ مذہب و ملت و رنگ و نسل منایا۔ اِس میں زمین پہ رہنے والے انسانوں کے ساتھ چرند و پرند بھی شامل ہوئے۔

ادیب اور شاعر عام طور پر مالی لحاظ سے دُنیا دار لوگوں کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ اُن کا تمام تر وقت ادب کی خدمت میں صرف ہوتا ہے جبکہ دُنیا دار لوگ دولت فراہم کرنے میں دن رات جُٹے رہتے ہیں۔ اِس لئے دُنیا دار لوگوں کی نظروں میں ادیبوں اور شاعروں کو وہ مقام حاصل نہیں ہوتا جو پیسے والوں کو ہوتا ہے مگر اُسے رُوحانی تسکین کہیئے یا ذہنی تعیّش یہ ادیبوں اور شاعروں کو ہی میسّر ہوتا ہے جنہیں اُن کی ذات کے سوا اور کوئی پا تک نہیں سکتا۔

گورونانک دیو۔ دیگر گورو صاحبان اور خاص کر گورو گوبند سنگھ جی کی عظمت کا میں تو کیا ایک عالم معترف و مداح ہے۔ اُن کی ہمہ گیر شخصیت اہلِ دل تو کیا عام سطح پر زندگی بسر کرنے والے اشخاص کے لئے بھی جاذب ہے۔ اہلِ قلم تو اہلِ ذوق اور اہلِ دل ہی ٹھہرے۔

میں نے بھی چاہا کہ گورونانک صاحب کی بارگاہ اقدس میں ہدیۂ عقیدت پیش کروں اور آپ کی ہمہ گیر شخصیت کے بارے میں ایک ضخیم کتاب نثر میں تصنیف کروں۔ مگر فرائضِ منصبی نے مجھے اِس کی مہلت نہ دی کیونکہ گورونانک صاحب کے اِس یومِ ولادت کی تقریب کے سلسلے میں میرا محکمہ بھی ادبی خدمت میں کوشاں تھا اور مجھے بھی اِس خدمت میں حصّہ لینے کا موقع عطا فرمایا گیا۔

جو بقا شعر کو ہے وہ نثر کو نہیں۔ کیونکہ شعر میں خیالات کی پرواز یعنی داخلی محاسن کے ساتھ ساتھ شعریت کے اوصاف یعنی خارجی محاسن کا بھی اِمتزاج ہوتا ہے جو اہلِ ذوق پر اپنا گہرا اثر چھوڑ جاتا ہے۔

میرا دِل بارگاہِ نانک میں جُھک جاتا ہے۔ اِس غرض سے کہ آپ نے میرے دل میں یہ خیال جاگزیں کیا کہ میں اپنا خراجِ عقیدت شعر میں پیش کروں۔ اِس نیک کام میں میں اکیلا نہیں رہنا چاہتا تھا بلکہ اپنے تمام شاعر بھائیوں کو اِس میں شریک کرنا مناسب سمجھا۔ میں جانتا تھا کہ ہر شاعر گورونانک صاحب کی بارگاہ میں اپنا خراجِ عقیدت پیش کرنے کے لئے بیتاب ہے۔ میں نے اِس بیتابی سے استفادہ کرنا مناسب سمجھا اور ایک ایک عریضہ اُن تمام شعرائے کرام کی خدمت میں ارسال

کیا جن شعرائے کرام کا کہ مجھے علم تھا یا جن کے پتے مجھے دستیاب ہو سکے۔ مجھے اس بات کی خوشی ہے کہ بیشتر شعرائے میری نحیف و کمزور آواز کو لبیک کہا اور اپنی اپنی بہترین تخلیق بھیج کر ممنونِ منت کیا میں پورے خلوص کے ساتھ ان حضرات کا شکر گزار ہوں۔

مجھے یقینِ کامل ہے کہ قارئین کرام شعرائے کرام کی اس کاوش کا احترام کریں گے اور ان کے کلام سے محظوظ و مستفید ہوں گے۔ اگر شعرائے کرام کا یہ فصیح و بلیغ کلام پڑھنے والے حضرات کے دلوں میں جذبۂ عقیدت مندی کی افزونی کا باعث بن سکے تو میں اور میرے شاعر بھائی بارگاہِ الٰہی میں اور بارگاہِ نانک میں اپنے کو سرخرو دیکھیں گے۔

یہاں یہ عرض کر دینا بھی بے جا نہ ہوگا کہ میرے لئے شعرائے کرام کے مقام کا تعین کر سکنا ذرا ٹیڑھی کھیر تھا۔ اس لئے میں نے مناسب سمجھا کہ ان نظموں کی ترتیب میں شعرائے کرام کے مقام کو ملحوظ رکھنے کی بجائے کتاب کے حسن کو ہی نگاہ میں رکھا جائے۔ مجھے امید ہے کہ مقام کے بارے میں شعرا حضرات میری بازپرس نہ کریں گے کیونکہ اس وقت ہم سب دربارِ نانک میں حاضر ہیں جہاں تقدیم و تاخیر کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا بقول ڈاکٹر اقبال مرحوم۔ ع

ع ۔ تیری سرکار میں پہنچے تو سبھی ایک ہوئے

اس کتاب کو موجودہ شکل میں دیدہ زیب بنانے میں جن احباب نے اپنا دستِ تعاون بڑھایا اور گرانقدر مشوروں سے مجھے نوازا میں ان سب کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

(فیض سرحدی)

ناشر کی عرضداشت

"حمدِ نانک" نام کی یہ کتاب اہلِ نظر اور اربابِ ذوق کی خدمت میں پیش کرتے ہوئے مجھے ازحد خوشی محسوس ہو رہی ہے ۔ سب سے زیادہ خوشی اس بات کی ہے کہ اِس اِدارہ اِشاعت کی ابتدا ایک ایسی کتاب سے کی گئی ہے جسمیں ایک ایسی ہستی کو خراجِ عقیدت پیش کیا گیا ہے جسکی ذات بِاصفات تمام برکات کی ضامن ہے ۔ مجھے یقینِ کامل ہے کہ ناظرین و قارئینِ کرام نیز مصنفین قائمۃ المرام کی مدد و اعانت سے اِدارہ ہذا کا یہ نوخیز پودہ ایک دن ضرور پروان چڑھے گا اور ایک ایسے شجرِ ثمرور کی شکل میں رونما ہوگا جسکی ڈال ڈال پر بیٹھکر شعر و ادب کی بلبلیں اور قمریاں اپنی اپنی میٹھی بولیاں آلاپا کرینگی ۔ ان میٹھی بولیوں میں سب سے اہم مقام اُردو کو حاصل ہوگا ۔ اسکی سب سے بڑی وجہ یہ ہے ۔ کہ فی زمانہ یہ زبان سب سے زیادہ تغافل کا شکار ہو رہی ہے ۔ حالانکہ یہ زبان سب بولیوں سے شیریں تر ہے ۔ خاصکر شاعری میں جو مقام اس نے اپنے تئیں پیدا کر لیا ہے وہ مقام کسی اور ہندوستانی زبان کو ابھی تک حاصل نہیں ہو سکا ۔ فن کی پختگی خیالات کی فراوانی ۔ زبان کی شیرینی اور الفاظ کی شوکت جو اسکے شعروں کو حاصل ہے ۔ وہ کسی تعریف کی محتاج نہیں ۔ اُردو کے ساتھ ساتھ ہندی و پنجابی کی خدمت بھی اس ادارہ کا اولین فریضہ ہوگا میری دعا ہے کہ خدائے پاک و برتر اپنی برکتوں کے تمام دروازے اس ادارہ پر وا کر دے ۔ ارادہ تو یہ تھا کہ گرو صاحب کے 500 ویں یومِ ولادت کی تقریب پر یہ کتاب شائع ہو جائے ۔ اسی غرض سے یہ سلسلہ 1969ء میں شروع کیا گیا تھا ۔ مگر بہ مشکلِ تمام یہ سلسلہ 1971ء کے اوائل میں انجام پایا ۔ اسکی وجہ یہ ہے کہ اس کتاب کو ہر لحاظ سے دیدہ زیب بنانے کی کوشش کی گئی ہے ۔ جسکے لئے کافی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا ہے ۔ میں جناب فیض سرحدی کی ممنون ہوں جنہوں نے اپنی تمام توجہ اس کتاب کی طرف دیکر آج مجھے حضرت بابا نانک کی بارگاہ میں سُرخرو کیا ۔ میں اُن تمام شعرائے کرام کا بھی شکریہ ادا کرتی ہوں جنہوں نے جناب فیض کی طرف اپنا دستِ تعاون بڑھایا ۔ خدا ہم سب کو توفیق دے کہ ہم شعر و ادب کی اسی طرح خدمت کرتے رہیں آمین ۔

پریم گروور (ناشر)

حضرت بابا نانک کی مُبارک زندگی کے

چند تاریخی واقعات

تاریخِ پیدائش ۔ 15 اپریل 1469ء

مقامِ پیدائش ۔ رائے بھوئیں کی تلونڈی حال ننکانہ صاحب ضلع شیخوپورہ حال پاکستان ۔

والدِ محترم ۔ مہتہ کالو چند ۔ آپ پٹواری تھے ۔

والدہ محترمہ ۔ ماتا ترپتا ۔

عقد ۔ آپ کی شادی 19 سال کی عمر میں ہوئی ۔

زوجہ محترمہ ۔ بی بی سُلکھنی ۔ آپ شری مُولارام ساکن بٹالہ ضلع گورداس پور کی بیٹی تھیں ۔

اولاد ۔ آپ کے دو بیٹے ہوئے بابا سری چند اور بابا لکھمی داس ۔

رحلت ۔ 22 ستمبر 1539ء میں آپ نے رحلت فرمائی ۔

کچھ دیگر واقعات ۔ اُس وقت تلونڈی کا حاکم رائے بھٹی تھا ۔ جو صوفی خیالات کا نیک انسان تھا ۔ مولوی غلام محمد مصنّف سیر المتاخرین اور جناب محمد لطیف مصنّف تاریخِ پنجاب نے اپنی تصانیف میں لکھا ہے کہ ایک معروف مُسلمان درویش سیّد حسین نے گورو جی کو ہونہار دیکھ کر اِسلام کے مسلمہ اصولوں

سے آپ کو واقف کرادیا تھا۔ اِس کے زیرِ اثر آپ نے اپنی مادری زبان پنجابی کے روزمرّہ میں شعر کہنا شروع کر دیا تھا۔

گورو نانک صاحب کا پہلا کلام جس کے آخر میں آپ نے "نانک شاعر" کہا ہے۔ "پٹی پاندھا" کے نام سے معروف ہے۔ یہ کلام فارسی کی "سی حرفی" کی طرز کا ہے۔ اِس میں اپنے اُستاد "پاندھا" کو مخاطب کر کے اہلِ دُنیا کو تلقین کی گئی ہے کہ وُہ خدا پر یقین لائیں اور اپنے تمام کام اُس کی رضا اور اُس کے خوف میں رہ کر یں یہی ایک بات حاصلِ درس و تدریس ہے۔

گُورونانک صاحب کے کچھ زرّیں ارشادات

1- سچ سب چیزوں سے افضل ہے۔ اگر سچ پر کسی چیز کو فوقیت و فضیلت حاصل ہے تو وُہ اخلاق ہے۔
2- اگر بارگاہِ الٰہی میں نشست چاہتے ہو تو اہلِ دُنیا کی خدمت کرو۔
3- سب کچھ کھاؤ- سب کچھ پیئو - مگر جس چیز سے جسم میں خرابی پیدا ہو یا نفسانی خواہشات جاگ اُٹھیں۔ اُس چیز کا کھانا پینا حرام ہے۔
4- جہاں عاجزوں کا خیال رکھا جاتا ہے۔ وہاں خدا کی نظرِ کرم ہوتی ہے۔
5- جو شخص تحصیلِ علم میں کوشاں ہے وُہ ثوابِ عظیم کا کام کر رہا ہے۔
6- گناہوں کے بغیر دولت اکٹھی نہیں کی جا سکتی اور مرتے وقت یہ ساتھ نہیں دیتی۔
7- جسے خدا ذلیل و خوار کرنا چاہتا ہے۔ اُسے خوبیوں سے عاری کر دیتا ہے۔
8- سچ ہر مرض کی دوا ہے۔ یہ انسان کو گناہوں کی آلائشوں سے پاک کرتا ہے۔
9- شیریں کلامی اور عاجزی تمام خوبیوں کا لُبِ لُباب ہے۔
10- ایسے رواج کو جلادو جس میں خُدا کی یاد باقی نہ رہے۔
11- چور کی حمایت کوئی نہیں کرتا۔
12- غیر کا حق مُسلمان کے لئے سؤر کھانے کے مترادف ہے۔ تو ہندو کیلئے گائے کھانے کے۔
13- اگر رُوح غریب الوطن ہے۔ تو تمام دُنیا جلاوطنی کے مترادف ہے۔
14- دُکھ دوا ہے تو سُکھ عارضہ۔
15- غصّہ اور شہوت جسم کو ایسے گلا دیتے ہیں جیسے سونے کو سوہاگہ۔
16- گناہ بُری چیز ہے مگر گنہگار کو وہ بہت پیارا ہوتا ہے۔
17- جھوٹ کا بالآخر فنا ہے۔ اور سچ کو بالآخر بقا ہے۔
18- جو آہستہ آہستہ پکتا ہے وُہ شیریں تر ہوتا ہے۔
19- نہ کوئی ہندو ہے نہ مُسلمان (بلکہ سب انسان)
20- او اندھو لالچ چھوڑ دو۔ لالچ دُکھوں سے بھرا ہُوا ہے۔
21- ہر کوئی خُدا کے حُکم میں چل رہا ہے۔ حُکم سے باہر کوئی بھی نہیں ہے۔
22- یہ دُنیا اُس سچّے کا گھر ہے۔ اور وُہ سچّا ہی اِس میں رہائش پذیر ہے۔

23- سچّے خدا کے تمام کام سچے ہوتے ہیں - وہ خود بھی سچّا ہے - اُس کا دربار بھی سچّا ہے -

24- ہوا - پانی - سُورج - چاند - دریا - سمندر - سب کچھ اُس خدا کے خوف سے چل رہے ہیں -

25- بلا خوف اگر کوئی ہے تو خُدا کی ذات ہے -

26- لالچ کُتّا ہے - جھُوٹ خاکروب ہے - ٹھگی سے کما کر کھانا مُردار ہے - غیبت دوسروں کی گندگی مُنہ میں ڈالنے کے مترادف ہے - غُصّہ چنڈال ہے -

27- ایک عالم مریض ہے - خُدا کے نام کا وِرد ہی محض ایک دوا ہے - سچ کو چھوڑ دیا جائے تو میل لگ ہی جاتی ہے -

28- سچ کبھی پُرانا نہیں ہوتا - میں اُن پہ قربان ہوں جو سچ میں غلطان رہتے ہیں -

29- سچ کی شناخت وُہی آدمی کر سکتا ہے - جس کے دِل میں سچ ہو - خُدا ازلی ہے سچّا ہے - اب بھی سچّا ہے - اور ابد تک سچّا رہے گا -

30- خُدا کا نام سُننے سے اندھے لوگ بھی صراطِ مُستقیم پا لیتے ہیں -

31- خُدا کو ماننے والے لوگوں کو دونوں جہان کا شعور حاصل ہوتا ہے -

32- پاک وُہ نہیں جو غُسل کر کے جسم کو صاف کریں - بلکہ پاک وُہ ہیں - جن کے دِل میں خُدا گھر کر گیا ہے -

33- ایسا کام نہیں کرنا چاہیئے جس سے درگاہِ الٰہی میں شرمندگی ہو -

34- اچھا کھانے اور اچھا پہننے سے رُوح مطمئین نہیں ہو سکتی -

35- سچّے نام کے بغیر تمام عیش و عشرت لغو اور بے معنی ہے -

36- جس شخص میں لالچ اور غرور ہے - وُہ صاحبِ عِلم ہو کر بھی بیوقوف ہے -

37- اصلی نِر وہ ہیں جو خوبیوں سے عاری ہوتے ہُوئے بھی غرور کرتے ہیں -

38- اُسے (عورت کو) بُرا کیسے کہا جائے جس کے بَطن سے راجے مہاراجے پیدا ہوتے ہیں -

39- ذات پات کچھ بھی نہیں - ہمارے اعمال ہی ہماری ذات پات ہیں -

40- پھیکا بولنے سے تن من پھیکا ہوتا ہے -

41- باتوں سے بہشت میں نہیں جا سکتے - سچ پہ عمل کر کے ہی رہائی پائی جا سکتی ہے -

آپ کی مبارک زندگی

گورو جی کی زندگی کو تین حصوں میں بانٹ سکتے ہیں

1 - سنہ 1469ء سے سنہ 1497ء تک 28 سال کا عرصہ - خانگی زندگی
2 - سنہ 1497ء سے سنہ 1521ء تک 24 سال کے چار طویل سفر
3 - سنہ 1521ء سے سنہ 1539ء تک 18 سال کرتارپور کی صوفیانہ زندگی -

---

پہلے حصہ میں دھرم اور مذہب کے متعلق روایات اور رواجات پر چوٹ کی ہے - اور مروج اصولوں - روایات - رواجات اور مذہبی عقائد کے متعلق رائے زنی کی ہے -

دوسرے حصہ میں چار سفروں کے دوران آپ نے جوگیوں - پنڈتوں - بودھیوں - جینیوں - قاضیوں اور صوفیوں سے ملاقات کی - اور اپنے خیالات کا اظہار کر کے طرزِ حیات کا اسلوب سکھایا -

تیسرے حصہ میں آپ نے انسان کے سامنے معاشی زندگی کا نصب العین رکھا اور کامیاب انسانی زندگی کے نمونے پیش کئے -

سفروں کی تفصیل یوں ہے

سفرِ اوّل - 1497 عیسوی سے 1509 عیسوی تک
سفرِ دوم - 1510 عیسوی سے 1515 عیسوی تک

سفرِ سوم - 1515 عیسوی سے 1517 عیسوی تک
سفرِ چہارم- 1517 عیسوی سے 1521 عیسوی تک

پہلے سفر میں ہندو تیرتھوں کی یاترا کی۔ اس میں بے معنی رسم و رواج۔ عقائد اور توہمات سے بچنے کی تلقین کی۔ مُردہ بزرگوں کی پرستش اور بُت پرستی کے خلاف آواز بلند کی۔ اس سفر کے اہم مقامات تھے۔ کورو کشیتر۔ پہووا۔ ہردوار۔ دہلی۔ متھرا۔ برندابن۔ اجودھیا پریاگ۔ بنارس۔ پٹنہ۔ گیّا۔ راج محل۔ مال دیو۔ ڈھاکہ۔ دھن پُور۔ کام رُوپ۔ دھوبڑی گوہاٹی۔ چٹاگانگ۔ منی پور۔ کلکتہ۔ جگن ناتھ پُوری وغیرہ وغیرہ۔

واپسی پر آپ وِندھیا پردیش۔ مدھیہ بھارت اور راجستھان سے گذرے اور جبلپور۔ چترکُوٹ۔ چندیری۔ جھانسی۔ گوالیار۔ جھجّر۔ جیند۔ جگراؤں جیسے مقامات کو اپنی قدمبوسی کا شرف بخشا۔

دوسرا سفر جنوب کا ہے۔ اِس سفر میں آپ بھٹنیر۔ سرسہ۔ بیکانیر۔ اجمیر۔ کوہ آبو۔ اندور۔ اُجین۔ حیدرآباد۔ گولکنڈہ۔ مدراس۔ پانڈیچری۔ رامیشورم۔ لنکا وغیرہ مقامات پر گئے اور سری رنگ پٹم۔ سومناتھ۔ دوارکا۔ کچھ۔ مانڈوی اور بہاول پور کے راستہ مراجعت فرمائی۔ یہ سفر پانچ سالوں میں ختم ہُوا۔

اِس سفر میں آپ نے جین اور بُدھ مذہب کے پیشواؤں کے ساتھ مباحثے کئے۔ اپنے اصولوں سے اُن کو روشناس کیا۔ اور اُن کے اصولوں کی غلط باتوں کے متعلق اُنکو خبردار کیا۔

تیسرا سفر شمال کا ہے۔ اِسمیں آپ نے کرتار پُور سے چلکر جموں۔ کشمیر۔ شوالک کی پہاڑیوں سرموہ۔ گڑھوال۔ بدری ناتھ۔ ہیم کنڈ۔ رام پُور بُشہر۔ تبّت۔ بھوٹان۔ نیپال۔ وغیرہ کا دورہ کیا تمام پہاڑی مقامات جوگیوں اور سِدھوں کے ڈیرے بنے ہُوئے تھے شمالی ہندوستان میں اِس وقت جوگ مت کا دور دورہ تھا ملک کے نوجوان گھر گھاٹ چھوڑ کر پہاڑوں میں بس

گئے تھے۔ اس سفر میں گورو جی نے سدھوں اور جوگیوں کے ساتھ مباحثے کئے اور جوگ یعنی معرفت کے رموز سے آگاہ کیا اور اُن کے عقیدوں کی خامیاں اُن پر واضح کیں جوگیوں کے ساتھ آپ کا مباحثہ 'سِدھ گوشٹ' نام کے کلام سے معروف ہے۔

چوتھا سفر مغربی ممالک کا ہے۔ اس سفر کے دوران آپ اسلام کے مرکزی مقامات پر پہنچے۔ چلتے وقت آپ نے مسلمانی لباس پہنا۔ نیلا جامہ۔ ہاتھ میں عصا۔ بغل میں کتاب اور شانوں پر مصلےٰ لیا۔ یہ سفر پانچ سال کا ہے۔ یہ سفر آپ نے کرتار پور سے شروع کیا اور شرق پور۔ رہتاس۔ ڈیرہ غازیخاں سے ہوتے ہوئے سندھ کے راستے آپ حاجیوں کے ساتھ مکہ شریف تشریف لے گئے۔ مکہ کے علاوہ آپ بغداد۔ مصر۔ ترکی۔ ایران۔ قندھار اور افغانستان سے ہوتے ہوئے دریائے اٹک پار کر کے حسن ابدال (پنجہ صاحب) سے سن 1521 عیسوی میں کرتارپور واپس پہنچے۔ مکہ شریف میں جب آپ سے پوچھا گیا کہ کون سا مذہب اچھا ہے۔ ہندو مذہب یا اسلام تو آپ نے جواب میں کہا کہ نیک اعمال کے بغیر دونو ہی کو رونا پڑے گا اور درگاہ میں کسی کو بھی ٹھکانا نہیں ملیگا —— اس سفر میں آپ نے اسلامی روایات کی طرف اشارہ کرتے ہوئے رموزِ الٰہی سے لوگوں کو آگاہ کیا۔

ان چاروں سفروں میں گورو صاحب نے جو کلام اپنی مبارک زبان سے ارشاد فرمایا اُسے موضوع کے اعتبار سے کئی حصّوں میں بانٹا جا سکتا ہے۔

پہلے سفر کے ادب میں اُس تمام کاروبار پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ جس کے ذریعہ انسان تحصیلِ معاش کرتا ہے۔ یعنی کھیتی یا ملازمت۔ تجارت۔ صنعت وغیرہ۔ اور ان تمام ذرائعِ معاش کو گورو صاحب نے خود اپنایا۔ اور اپنا کر عملاً دُنیا کو بتایا کہ ان تمام ذرائعِ معاش میں سچائی برقرار رکھی جا سکتی ہے اور سچائی میں برکت ہے۔ جیسے کہ حاکمِ وقت رائے بُلار کو جب یہ شکایت پہنچی کہ تمام کھیت بھینسوں نے چر لیا ہے۔ اور طفل نانک اس کا ذمہ دار

ہے تو پڑتال کرنے پر کھیت ہرا بھرا ہی پایا گیا۔ جب نواب دولت خاں لودھی کو یہ شکایت پہنچی کہ تمام توشہ خانہ ملازم نانک نے لُٹا دیا ہے۔ تو حساب کرنے پر سب کچھ ٹھیک پایا گیا۔ وغیرہ وغیرہ

دوسرے دور کا ادب فلسفانہ ہے۔ ہندو مت۔ بودھ مت۔ جین مت۔ جوگ مت اور اسلام وغیرہ پر بحث کر کے اصلی مذہب کے رموز سمجھائے گئے ہیں۔

تیسرے دور کا ادب کامیاب معاشی زندگی کے بارے میں ہے۔ جس میں اِنسان کو اُس کی زندگی کا نصب العین سمجھایا گیا ہے۔

یہ تمام کلام مُقرّرہ راگوں میں ہے۔ الٰہی کلام پر موسیقی کی چاشنی کلام کے اثر کو دوچند بنا دیتی ہے۔

کچھ مشہور کلام کے نام یہ ہیں :-

(1) جپ جی صاحب (2) سِدھ گوشٹ (3) دکھنی اونکار (4) آسا دی وار

(5) ماجھ دی وار (6) ملار دی وار (7) پٹی (8) بارہ ماہ

(9) تکھاری رچناواں اور 947 متفرق شبد جو مختلف 19 راگوں میں ہیں۔

رُوحانیت

خُداکی ذات رُوحانیت کے سالک کے لئے خداکی ذات کا تصوّر مُقدم مقام رکھتا ہے اپنے محبُوب کے صحیح تصوّر کے بغیر اُس سے لو نہیں لگائی جاسکتی۔ اس لئے گورو صاحب نے خدائے بلدی تعلےٰ کا صحیح تصوّر ہمیں عطا کیا۔ آپ نے فرمایا کہ :۔

خُدا واحد اور لاشریک ہے۔ وُہ سچّا ہے خالق ہے۔ بے خوف ہے اور بے کینہ ہے وہ ازمنۂ ثلاثہ سے بعید ہے۔ وُہ بطن میں نہیں پڑتا۔ وہ خود ہی اپنا خالق ہے۔ اُس کا خالق کوئی نہیں —— ایسا خُدا مرشد کی وساطت سے ہی مِل سکتا ہے ۔ یہی کلام سکھ مذہب کا سب سے اہم اور بنیادی کلمہ ہے۔ اور سکھ مذہب کا فلسفہ اِسی کے گرد گھومتا ہے۔

نزولِ الہام جیسا کہ حضرت محمدؐ صاحب شبِ معراج کو خدائے تعلےٰ کے حضور میں حاضر ہوئے اور خاص فرمان لیکر دُنیا میں واپس لوٹے اور خدا کا پیغام لوگوں کو بتایا۔ اُسی طرح حضرت بابا نانک وئیں ندی میں غسل کرنے کی غرض سے داخل ہوئے تو خدُا کے حکم سے فرشتے اُنہیں خدُا کے حضور میں لے گئے۔ اور عرض کیا۔ حضور نانک حاضر ہے۔

جب نانک جی حاضر ہُوئے تو خدُا نے فرمایا۔" نانک یہ آبِ حیواں کا پیالہ میرے نام کا پیالہ ہے۔ تم اِسے پیو"۔ تب نانک جی نے سلام کیا اور پیالہ پی لیا۔ خُدا بہت خوش ہُوا۔ اور اُس نے فرمایا۔ نانک میں تمہارے ساتھ ہوں۔ میں نے تمہیں مرتبہ بخشا۔ جو انسان تیرا نام لینگے اُن سب کو میں نے مرتبہ بخشا۔ تُو جا کر میرے نام کا وِرد کر اور لوگوں سے بھی میرے نام کا وِرد کرا۔ اور دُنیا سے بے نیاز رہ۔ وِرد کر۔ راہِ حق میں خیرات کر۔ اور لوگوں کی خدمت کر۔ میں نے تمہیں اپنا نام دیا۔ تو یہی کام۔ یہ دھندا اور روزگار کر" —— تب نانک جی کھڑے ہُوئے اور خداوند کریم

کو سلام کیا۔ اُسوقت خدا نے سوال کیا "نانک میرے نام کی فضیلت کیسی ہے"۔

تب نانک نے کہا۔ آپ کے نام کی فضیلت لامحدود اور بیان سے باہر ہے خدا اپنی فضیلت سُن کر بہت خوش ہُوا۔ اور اُس نے کہا کہ تو نے میرے دربار میں جو کچھ دیکھا سُنا۔ وہ بیان کر۔ تب نانک نے کہا۔

وہ اے خدا آپ پہلے بھی موجود تھے۔ اب بھی موجود ہیں اور آئندہ بھی موجود رہیں گے یعنی آپ ازلی اور ابدی ہیں اور جپ جی صاحب کا تمام کلام وہاں مکمل طور سے فرمایا۔ تب الٰہی حُکم ہُوا کہ " نانک جس شخص پر آپ کی نظر عنایت۔ اُسی شخص پر میری نظر عنایت۔ جس پر تیری رحمت اُس پر میری رحمت۔ میرا نام خدائے کامل ہے اور تیرا نام مُرشدِ کامل۔ تب نانک نے خدا کی قدمبوسی کی نانک کو خلعت عطا ہوئی۔ اور نانک نے عالمِ مجذوبیت میں خُدا کی توصیف و ثنا کی ۔ آپ خدا کے حضور میں تین دن رہ کر اِس دُنیا میں واپس لوٹے۔

دس گورو اسلام میں بارہ امام ہوئے ہیں اور سکھ مذہب میں دس گورو۔ ہم لوگوں کے عقیدے کے مطابق دس گورو ایک ہی جوت تھے۔ یعنی ایک گورو کو دس دفعہ اِس دُنیا میں آنا پڑا۔ اور ایسا اُنہیں مجبوراً کرنا پڑا۔ اور وہ مجبوری یہ تھی کہ وہ اپنی ایک زندگی کے عرصہ میں دُنیا کو جو چیز عملی طور پر سکھانا چاہتے تھے۔ وہ نہیں سکھا سکتے تھے ہاں اپنے پیروؤں کو چند اصول طوطے کی طرح رٹا سکتے تھے۔ مگر اُنکا فائدہ کیا ہوتا۔ اُن میں سے بہت سے اصول تو پہلے ہی ویدوں۔ اُپنشدوں۔ سمرتیوں اور دُنیا کی دیگر مذہبی کتابوں میں درج تھے۔ لیکن اُن پر عملدرآمد نہیں ہوتا تھا۔ عمل کی زندگی عطا کرنے کے لئے دس گوروؤں کو اوتار لینا پڑا۔

گورو گرنتھ صاحب گورو گرنتھ صاحب میں پہلے پانچ گوروؤں اور نویں گورو کے کلام کے علاوہ بابا فرید۔ کبیر۔ نام دیو۔ ترلوچن۔ دھنّا اور دیگر سادھو

کا کلام درج ہے۔ چھٹے۔ ساتویں اور آٹھویں گورو نے کوئی کلام ارشاد نہیں فرمایا۔ گورو گوبند سنگھ کا کلام گورو گرنتھ صاحب میں درج نہیں۔ کیونکہ گورو گرنتھ صاحب کی ترتیب پانچویں گورو کے عہد میں مکمل ہو چکی تھی۔ دسویں گورو کا کلام ایک علیحدہ گرنتھ میں درج ہے جسے "دسم گرنتھ" کا نام دیا گیا ہے۔ یہ کلام بہت ضخیم ہے۔ اور ادبی طور پر یہ نہایت فصیح و بلیغ ہے

گورو گرنتھ صاحب کا موضوع

گورو گرنتھ صاحب کا واحد موضوع ہے روحانیت اس میں صرف خدا کے نام کے وِرد کی تلقین کی گئی ہے۔ اس کے علاوہ گورو گرنتھ صاحب میں کوئی بات نہیں ہے اسی لئے یہ مقدس کتاب ہر مذہب و ملّت اور ہر قوم کے لئے قابلِ قبول ہے۔ اگر ہم اسے مذہبی کتاب کی نسبت روحانی کتاب کہیں تو زیادہ مناسب ہوگا۔ اس میں سکھ مذہب یا کسی اور خاص مذہب کی شرع و فقہ کا ذکر نہیں ہے۔ یہ انسانی مذہب کی شرع و فقہ کی کتاب ہے۔

مُکتی یا نجات

رُوحانیت کا نصب العین نجات ہے۔ اس لئے نجات کے بارے میں گورو صاحب نے یہ فرمایا ہے۔ کہ نجات حاصل کرنے کیلئے تارِک الدنیا ہونے کی ضرورت نہیں اور نہ ہی گھر چھوڑ کر جنگلوں اور پہاڑوں میں جانے کی ضرورت ہے۔ دُنیا داری اور ازدواجی زندگی سے بہتر کوئی زندگی نہیں ہے۔ دُنیا میں رہ کر ہی انسان کھاتے پیتے۔ ہنستے کھیلتے۔ پہنتے اوڑھتے نجات حاصل کر سکتا ہے۔ بشرطیکہ وہ دُنیا میں ایسے رہے جیسے کنول کا پھول پانی میں رہتا ہے۔ پانی میں رہ کر بھی وہ اُس کے اثر سے بے نیاز رہتا ہے۔ دُنیا میں رہ کر بھی دُنیا و مافیہا سے بے نیاز رہنا اصل عبادت ہے۔ اس لئے نجات کے لئے کسی چیز کی ضرورت نہیں۔ ضرورت ہے تو صرف خدا کے وِرد کی۔

حُکم و رضا

نجات حاصل کرنے کے لئے خدا کی خوشنودی حاصل کرنا ضروری ہے۔ اور یہ خوشنودی اُس کے حُکم و رضا میں رہنے سے ہی حاصل ہوتی ہے۔

خدا کے حکم سے ہی انسان دُنیا کے حیرت کدہ کو دیکھ کر اُس واحدِ کُل کی صفت و ثنا میں مشغول ہوتا ہے۔ اور اُس کے حکم سے ہی اُس پر معرفت کے راز افشا ہونے ہیں۔ حکم پر چلنے والا انسان ہی اپنی ذات کو خدا کی ذات میں سمو سکتا ہے۔ سچا جوگی وہ ہے۔ جو اپنے آپ کو مٹا کر خود کو دُنیا و مافیہا سے آزاد کر لیتا ہے۔ اور اپنے اندر ہی پرماتما کے "ست سروپ" کا احساس کرنے لگتا ہے خدا ذاتی نہیں بلکہ صفاتی ہے۔ ستگورو یعنی مُرشدِ کامل کے ذریعہ تعارف کرائے جانے پر ہی انسان اُس کی ذاتِ باصفات سے متعارف ہو سکتا ہے۔ اور اُس کی توصیف میں منہمک ہو سکتا ہے۔

خُودی و تکبّر

جو انسان خودی کے احساس سے دُور رہتا ہے۔ اُس پر معرفت کے راز کھُل جاتے ہیں۔ اور اُس کے اندر رحم کا جذبہ پیدا ہو جاتا ہے۔ ایسے انسان کو فضیلت اور عزّت ملتی ہے۔ اور وہ سب اِنسانوں کو اپنے برابر ہی سمجھتا ہے۔ ایسے انسان پر خُدا کی رحمت نازل ہوتی ہے۔ اور وہ خُدا کی ذات سے پیدا ہو کر اُسی کی ذات میں سما جاتا ہے۔

کِذب

جو لوگ جھُوٹے ہیں۔ جن کا طرزِ فکر و عمل جھُوٹ پر مبنی ہے وُہ دنیا میں آنے ضرور ہیں مگر اُنہیں کوئی ٹھکانا نہیں ملتا وُہ بھٹکتے رہتے ہیں اُن کے دل کو تسکین نہیں ملتی اور خودی کے جذبہ کے تحت رہ کر اِس دُنیا میں آتے جاتے رہتے ہیں اُنکا یہ آنا جانا گورو کے فضل سے ہی ختم ہو سکتا ہے۔ بُرے بھلے کی پرکھ وُہ خُدا خود کرتا ہے۔ جسے وُہ بخشنا چاہتا ہے۔ اُس کے دِل سے جذبۂ خودی۔ کذب و باطل دُور کر کے اُسے اپنے قدموں میں جگہ دیتا ہے۔

من مُکھ یعنی نفس پرست

نفس پرست انسان کی حالت بتاتے ہوئے گورو صاحب نے کہا ہے۔ کہ وُہ عزرائیل کے تیر کے عذاب کو بھُول جاتا ہے۔ اور اپنے گھر (معرفت) کو چھوڑ کر غیر کے گھر (مادیات) کی تاک میں رہتا ہے

جس کا نتیجہ نقصان ہی نقصان ہوتا ہے۔ نفس پرست انسان فریب میں پھنس کر بیابان میں ہی چکر کاٹتا رہتا ہے۔ اور گمراہی کا شکار ہو کر لٹ جاتا ہے۔ وہ الٰہی کلام کی پہچان نہیں کرتا بلکہ کچے کلام پر ہی لٹو رہتا ہے۔ تم یہ سمجھ لو کہ سکھ انہیں ہی میسر آتا ہے۔ جو سچائی اور صدق کے رنگ میں رنگے جاتے ہیں۔

گورمکھ یعنی خدا پرست انسان وہ ہے جو معرفت کا راز جان لیتا ہے۔ کلام الٰہی سے اپنے نفس کو سدھا لیتا ہے۔ اور خدا کی صفت و ثنا کی طرف راغب ہوتا ہے۔ اُسے معرفت کا بلند ترین مقام حاصل ہوتا ہے۔ اور اُس کا ہر ایک رواں خدا کا ورد کرتا ہے۔ اس طرح خدا پرست انسان خدا میں ہی سما جاتا ہے۔

خدا پرست انسان اپنی نجات تک ہی محدود نہیں رہتا۔ جو انسان بھی اُس کے دائرہ تعلق میں آتا ہے۔ اُسے نجات میسر آجاتی ہے۔ خدا پرست انسان کی وساطت سے معمولی سے معمولی انسان بھی مشکل مذہبی اور روحانی رموز کو سمجھنے کے قابل ہو جاتا ہے خدا پرست انسان کی وساطت سے اِس مادی دنیا کے سمندر کو پار کیا جا سکتا ہے۔ خدا پرست انسان کی وساطت سے اُس لامحدود اور لاشئے خدا کو پایا جا سکتا ہے۔ یوں سمجھو کہ خدا پرست انسان نجات کا دروازہ ہے۔

خدا پرست انسان یہ رمز پاتا ہے کہ یہ زمین اُس سچے خدا کی بنائی ہوئی ہے۔ اور حیات و ممات کا کھیل اُس نے ہی بنا رکھا ہے۔

وِرد خدا کے نام کے وِرد سے کبر و غرور دور ہوتا ہے۔ جو لوگ خدا کے نام کا وِرد کرتے ہیں وہ سچے خدا میں ہی سما جاتے ہیں۔ نام کے رنگ میں رنگ جانے سے نجات حاصل ہوتی ہے اور انہیں ہر سہ عالم کی سوجھ بوجھ حاصل ہو جاتی ہے۔ ایسے لوگوں کو ہمیشہ ہی تسکین ملتی ہے۔ وِرد سے اپنے آپ ہی ریاضت ہوتی رہتی ہے۔

وِرد میں رنگے ہوئے انسان کے اعمال نیک و پاک ہوتے ہیں اور اُس کی فکر خوبیوں کا منبع ہوتی ہے۔ خدا کے نام کے بغیر جو بھی ہم کہتے سُنتے ہیں وہ سب لغو ہے۔ جو لوگ نام کے رنگ میں رنگے جاتے ہیں۔ اُن کو عالی مقام حاصل ہوتا ہے۔ مگر اِس وِرد کا حصُول مُرشدِ کامل کی وساطت سے ہی ہوتا ہے۔ لیکن دُنیا میں سب سے مُشکل کام اور سب سے مُشکل عمل وِرد ہی ہے۔ جن لوگوں نے خدا کو یاد رکھا وُہ یہ مشقت جھیل گئے۔ لیکن ثمر یہ ملا کہ محض اپنے ہی نہیں بلکہ وُہ لاکھوں لوگوں کے نجات دہندہ ثابت ہوئے۔

بدترین راہزن

نفسِ امّارہ۔ غیظ و غضب۔ حرص و آز۔ عشق و محویت۔ خودی اور تکبّر روحانیت کی راہ میں بدترین راہزن ہیں۔

مُرشد

مُرشد کے حُکم پر چلنے والا اِنسان وِرد میں مستغرق ہو جاتا ہے۔ اور اُسے اصلی جوہر کی شناخت ہو جاتی ہے۔ وُہ نیک اعمال کی کمائی کرتا ہے۔ اُس کے دِل میں صدق کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔ اگر مُرشد مہربان ہو جائے تو وُہ اُس مالکِ کُل کا دیدار بھی کرا دیتا ہے۔ مُرشد کے حُکم پر چلنے والا انسان کبھی گمراہ نہیں ہوتا اور عزرائیل کے غیظ و غضب کا شکار نہیں ہوتا۔ اگر مُرشدِ کامل نہ ملے تو انسان بھٹکتا رہتا ہے اور فریب کے جال میں ہی پھنسا رہتا ہے جس کی وجہ سے اُسے نجات نہیں ملسکتی۔ اگر کوئی آدمی ریاضت بھی کرتا ہے۔ تو مرشدِ کامل کی رحمت کے بغیر وُہ ریاضت بھی بے سُود ثابت ہوتی ہے۔ مُرشد کی رحمت کے بغیر اِنسانی دل کی تشفی نہیں ہوتی اور دُنیا کی نعمتیں سمِ قاتل بنکر رہجاتی ہیں۔ مُرشد کی رہنمائی کے بغیر اِس دُنیا کے مسافر کو برائیوں کے سانپ ڈستے ہی رہتے ہیں۔ لیکن اگر کسی کو مُرشد مِل جاتا ہے۔ تو وُہ اُس کی تمام بُرائیوں کو بھلائیوں میں بدل دیتا ہے۔ مُرشد کی باتوں پر چلنے سے اُسے نجات میسّر ہوتی ہے

کلجگ ۔ کلجگ ایک نہایت اہم اصطلاح ہے۔ اِس لئے اِس کا ذکر کرنا بھی

ضروری ہے۔ دورِ حاضرہ کو بھارتی مذہبیت کی اصطلاح میں کلجُگ کہا جاتا ہے۔ جس کا مطلب ہے عصرِ کذب و باطل۔ بھارتی شاستروں میں چار زمانے مانے گئے ہیں۔ وُہ ہیں ست جُگ۔ دُواپر۔ تریتا اور کلجُگ۔ ست جُگ میں سچّائی کا دور دورہ تھا۔ بعد کے زمانوں میں یہ سچّائی رفتہ رفتہ کم ہوتی گئی۔ یہاں تک کہ کلجُگ میں آکر تو جھوٹ دروغ مکر و ریا ہی باقی رہ گئے۔ کل سنسکرت کا لفظ ہے جس کا معنی ہے کِذب اور جھُوٹ۔ اسلئے گُورُو صاحب فرماتے ہیں کہ کلجُگ آگ کا رتھ ہے اور جھُوٹ اس کا رتھبان ہے۔

کلجُگ کے اثر کو ہمیں گُورُو صاحب نے ڈرامائی ڈھنگ سے سمجھایا ہے۔ کلجُگ کو انسانی شکل دیکر گُورُو صاحب نے اپنے سامنے کھڑا کر دیا۔ کلجُگ نے اپنا اثر جمانے کے لئے دُنیا کی تمام نعمتیں گُورُو صاحب کے سامنے اکٹھی کر دیں اور اُنہیں بھٹکانے کی کوشش کی مگر گورو صاحب نے اُس کا کوئی اثر بھی قبول نہ کیا۔ کلجُگ کا اثر ہے نفس پرستی نفسِ امارہ کی غلامی۔ غیظ و غضب کا شکار ہونا۔ بندۂ حرص و آز ہونا۔ عشقِ مجازی میں پھنسنا اور خودی و تکبّر کا مُرتکب ہونا۔ دورِ حاضر کا ہر آدمی کلجُگ کے اِن اثرات کے تابع ہے۔ گُورُو جی نے اِرشاد کیا کہ اے انسان تُو کلجُگ کو اپنا خادم و غلام بنا سکتا ہے۔ بشرطیکہ تُو خدا کی یاد اپنے دِل میں بسا لے۔

یہاں یہ بات واضح کرنا ضروری ہے کہ کلجُگ جتنا بھیانک اور خوفناک ہے اُس کے اثر سے بچنا اُتنا ہی سہل و آسان ہے۔ اِس کے لئے کسی تپ کی ضرورت نہیں۔ کِسی ریاضت کی ضرُورت نہیں۔ گھر بار چھوڑ کر جوگی۔ سِدھ۔ ناتھ۔ تپسوی رشی۔ مُنی۔ سنیاسی بن کر اور دُنیا کو چھوڑ کر جنگلوں میں بھٹکنے کی ضرُورت نہیں۔ گرہست کرو اور خدا کے نام کا وِرد کرو۔ مشقّت کر کے حلال کی روزی کماؤ اور بانٹ کر کھاؤ بس اتنا ہی کرو۔ یہی فلسفۂ حیات ہے۔

دُنیا کے تمام فلسفے ۔ تمام اصُول ۔ تمام مذہبیّت ۔ تمام رُوحانیت اِسی میں پنہاں ہیں ۔ فکر و عمل کی تمام خامیوں پر اِس سے قابُو پایا جا سکتا ہے ۔

یہی گُورُو نانک کا اُپدیش ہے ۔ یہی بابا نانک کا فلسفہ ہے ۔

شاعری و موسیقی

رُوح کی اِرتقاء میں اصنافِ نازک کا بہت بڑا ہاتھ ہوتا ہے شاعری ۔ موسیقی اور دیگر نازک صنفیں رُوح کی خوراک ہیں ۔ اِن کو پا کر اِنسان کی رُوح کھِل اُٹھتی ہے ۔ اور محدودیت سے لامحدودیت کی طرف بڑھتی چلی جاتی ہے ۔ اِس لئے گورو صاحب شاعری اور موسیقی کے ذریعہ تمام کائنات کو محوِ یادِ خُدا کر دیتے تھے ۔ جب بھائی مردانہ رباب بجاتا تھا اور گورو صاحب کلامِ الٰہی جھُوم جھُوم کر مقرّرہ راگ میں گاتے تھے تو ماحول پر ایک عالم طاری ہو جاتا تھا ۔ گورو صاحب ہمیشہ ہی خُدائے برتر کی صفت و ثنا میں محو رہتے تھے اور بھائی مردانہ کو وہ اپنے سائے کی طرح ساتھ رکھتے تھے ۔ جب مردانہ رباب کے تاروں کو جھنجھناتا تھا ۔ تو گورُو صاحب کے دِل کے تار بھی جھنجھنا اُٹھتے تھے ۔ اور وجد طاری ہو جاتا تھا ۔

گورُو صاحب کا جتنا بھی کلام ہے ۔ سب شعر میں ہے ۔ اور مقرّرہ راگوں میں ہے راگوں میں ہونے سے مراد یہ ہے کہ گورُو صاحب فنِ موسیقی سے بھی بہت گہرا تعلق رکھتے تھے ۔ اور حظ اُٹھاتے تھے ۔ دورِ حاضرہ میں نجات کا واحد طریقہ وِرد ہے اور وِرد اگر موسیقی کے ذریعہ کیا جائے تو اُس کا اثر دِل پر گہرا ہوتا ہے ۔ گورُو جی کی اس بخشش سے آج تک بھی ہم استفادہ کر رہے ہیں ۔ آج بھی ہم گوردواروں میں خُدا کی صفت و ثنا موسیقی کے ذریعہ کرتے ہیں اور وجد کے عالم میں اُس ذاتِ پاک کی توصیف میں جھُوم جھُوم کر اپنی رُوح کو اِرتقاء کی طرف لے جاتے ہیں اور رُوح کی اِرتقاء ہی انسانی زندگی کا واحد مقصد اور نصب العین ہے ۔

گفتار اور کردار

اخلاق کا ایک پہلو یہ بھی ہے کہ ہماری گفتار اور ہمارے کردار میں فرق نہ ہو۔ فی زمانہ تقریر کا زمانہ ہے۔ کیا سیاسی میدان میں اور کیا مذہبی میدان میں مگر اُن کا اثر اس لئے نہیں ہوتا کیونکہ مقرر حضرات خود اُن باتوں پر کاربند نہیں ہوتے جن باتوں کا تذکرہ وُہ اپنی تقریروں میں کرتے ہیں۔ ہم کہتے بہت کچھ ہیں مگر کرتے بہت کم ہیں ہماری گفتار و کردار میں بہت فرق پیدا ہوگیا ہے۔ آج اگر سِکھ قوم گورُو صاحب کے فرمان پر پُوری طرح کاربند ہوتی اور اپنے نیک طرزِ عمل کی نظیر دُنیا کے سامنے پیش کرتی تو ایک عالم آج سِکھ ہوتا۔ پھر بھی تشفی اور تسلی کا مقام ہے۔ کہ یہ قوم خُدا کی رحمت سے عاری نہیں ہے۔ اور اپنے راسخ مذہبی عقیدے اور محنت کے بُوتے پر دُنیا میں اپنا نام روشن کئے ہُوئے ہے۔

'نورشاہ' نامی ایک کردار کی وساطت سے گورُو صاحب ہمیں نصیحت دیتے ہیں کہ ہم باتیں تو بہت اچھی کرتے ہیں۔ مگر من کے کالے ہیں۔ تن ہمارا بیشک سفید ہے مگر تن سے کیا غرض۔ ہم دوڑ اُن لوگوں کے ساتھ لگاتے ہیں۔ جو اپنے آقا کے در پر جاکر خدمت کرتے ہیں۔ اور جو مالک کے رنگ میں رنگ کر رنگ رلیاں مناتے ہیں۔ اور تشفی و تسلی حاصل کرتے ہیں۔ نیز طاقتور ہوتے ہُوئے بھی عجز و نیاز سے رہتے ہیں گورُو جی فرماتے ہیں کہ اگر ہم ایسے عظیم انسانوں کی سنگت میں رہیں۔ تو ہماری زندگی اپنے نصب العین کو حاصل کر سکتی ہے۔

اِنقلاب پسند گوُرو

گوُرو صاحب نے ہر قسم کی زبردستی اور بالادستی کیخلاف آواز اُٹھائی ۔ معاشرے میں جہاں کہیں بھی اُنہوں نے بے انصافی کا دور دورہ دیکھا بلا دریغ نعرۂ احتجاج بلند کیا ۔ آپ نے سیاسی ۔ مذہبی ۔ اقتصادی یا معاشی کسی قسم کی بالادستی کو برداشت نہ کیا اور انسانی عظمت کو بیدار کرنیکی ہر ممکن کوشش کی ۔

سیاسی بالادستی اہلِ وطن میں سیاسی شعور پیدا کرنے کے لئے اُنہوں نے حاکم الوقت بابر کیخلاف آواز اُٹھائی جسے آپ نے بابر بانی کے نام سے موسوم کیا ۔ اِسمیں جہاں بابر کو کوسا گیا ہے وہاں خُدا کو مخاطب کر کے شکوہ کیا گیا ہے ۔ کہ اے خُدائے باری تعالےٰ تو بھی اِس گناہ میں شریک ہے ۔ کیونکہ لوگ آہ و زاری کر رہے ہیں اور تو دُور کھڑے تماشائی کی طرح دیکھ رہا ہے ۔ کہ ایک طاقتور ہزاروں کمزوروں پر ظلم ڈھا رہا ہے ۔

مذہبی بالادستی کے خلاف بھی صدائے احتجاج بلند کی جہاں اور کئی طریقوں سے عوام کیساتھ بالادستی کی جاتی رہے وہاں مذہب کے نام پر بھی عوام الناس کو لوٹا کھسوٹا جاتا ہے اِس مذہبی بالادستی کیخلاف بھی گوُروجی نے آواز اُٹھانے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا ۔ آپ نے مذہبی پیشواؤں ۔ پنڈتوں جوگیوں اور مولویوں کو للکارا ۔ اور غلط رسُوم کیخلاف ایک جہاد کھڑا کر دیا ۔ وقت پا کر کچھ غلط اعتقادات اور عقیدے مذہب میں بھی گھر کر جاتے ہیں ۔ اور لوگ اُن چیزوں کو مذہب اور رُوحانیت میں شامل کر دیتے ہیں جنکا مذہب اور روحانیت سے دُور کا بھی واسطہ نہیں ہوتا ۔ لوگوں کی عقیدتمندی دیکھکر مذہبی پیشوا اِنکا ناجائز فائدہ اُٹھاتے ہیں ۔ گوُرو صاحب نے ایسے غلط عقیدوں کیطرف معاشرے کی توجہ مبذول کی جہاں اور مذہبی پیشواؤں کو جھنجھوڑا وہاں جوگیوں کو بھی متنبہ کیا کہ تم ہی تو ہو جو اہلِ دُنیا کو راستہ دِکھا سکتے ہو ۔ اگر تم ہی پہاڑوں میں چھُپ جاؤ گے تو دُنیا کا کیا بنے گا ۔

اقتصادی بالادستی کے بارے میں ارشاد فرمایا کہ بغیر گناہ کئے دولتمند نہیں بنا جا سکتا اور مرتے وقت دولت ساتھ نہیں جاتی۔ یہ بات عملی طور پر آپ نے ہمیں ذہن نشین کرائی۔ ایمن آباد شہر کا واقعہ ہے۔ وہاں کے ایک مزدور بھائی لالو کی نانِ جویں سے دودھ کی دھار نکالکر اور ملک بھاگو نام کے رئیس کے پوڑوں سے خون کی دھار بہاکر ایک ڈرامائی ڈھنگ سے اور عملی طور پر گورو صاحب نے حلال اور حرام کی کمائی میں فرق نمایاں کیا اور فرمایا کہ جو لوگ ناجائز طریقہ سے دولت کماتے ہیں وہ دوسروں کا خون چوستے ہیں اگر سب لوگ نیک کمائی کریں تو امیر اور غریب کے درمیان اتنا فرق نہیں رہ سکتا۔ اور اقتصادی نابرابری ختم ہو سکتی ہے۔

معاشی بالادستی کے خلاف آواز اٹھاتے ہوئے آپ نے لوگوں کو سماج دشمن عناصر سے خبردار کیا۔

یہ بات آپ نے شیخ سجّن کے ایک نامور کردار کے ذریعہ سمجھائی ہے۔ شیخ سجّن گورو صاحب کے زمانے کا ایک جیتا جاگتا کردار تھا جس نے مسافروں کے لئے مندر مسجد دونو بنا رکھے تھے۔ دن کو وہ مسافروں کی خدمت کرتا اور رات کو ان کا سب کچھ لوٹ کر انہیں قتل کروا دیتا۔ اس کردار کے ذریعہ گورو صاحب نے تمام انسانیت کو نیک کمائی کر کے بسر اوقات کی تلقین کی ہے آج بھی لاکھوں بلکہ کروڑوں انسان ایسے ہیں جو درپردہ معاشرے کو لوٹ رہے ہیں۔ غارتگری ہی ایسے انسانوں کا شیوہ ہے۔ گورو صاحب نے معاشرے کو ایسے غارت گردوں سے خبردار کیا۔ معاشی بالادستی کا ایک پہلو یہ بھی ہے۔ کہ عورت کیساتھ بہت بے انصافی ہوتی تھی معاشرے میں اُسے کوئی مقام حاصل نہیں تھا یہاں تک کہ خاوند کے مرجانے پر اُسے بھی ستی ہونا اور جان سے ہاتھ دھونا پڑتا تھا۔ گورو صاحب نے اسکے خلاف آواز اٹھائی اور فرمایا کہ ستی وہ نہیں ہے جو خاوند کیساتھ جلکر راکھ ہو جاتی ہے بلکہ ستی وہ ہے جو فراق کی چوٹ سہہ کر بھی اپنے خاوند کی یاد میں شمع کی طرح دن رات گھلتی رہتی ہے۔ اور فراق کی آگ میں جلتی رہتی ہے۔

آپ نے فرمایا کہ اے عورت کے بطن سے پیدا ہونے والے لوگو۔ عورت کو بُرا مت کہو۔ اس نے بڑے بڑے شہنشاہوں اور جوانمردوں کو جنم دیا ہے۔ عورت کی رفاقت کے بغیر کوئی نہیں رہ سکتا ماسوائے اُس واحد ولا شریک کے۔

یک عرض گُفتم

کلامِ پاک از زبانِ مُبارک آنحضرت بابا نانک صاحب

یک عرض گُفتم پیشِ تو در گوش کُن کرتار — حقا کبیر کریم تُو۔ بے عیب پروردگار

دُنیا مقامِ فانی۔ تحقیق دِل دانی — مم سرموئے عزرائیل گرفتہ۔ دِل ہیچ ندانی

زن۔ پسر۔ پدر۔ برادراں کس نیست دستگیر — آخر بیفتم کس ندارد۔ چوں شود تکبیر

شب روز گشتم در ہوا۔ کردیم بدی خیال — گاہے نہ نیکی کار کردم۔ مم ایں چنیں احوال

بدبخت ہمچو بخیل غافل۔ بے نظر۔ بے باک

نانک بگو بدجن تُرا۔ تِرے چاکراں پا خاک

نوٹ:۔ کرتار بمعنی خالق۔ مم بمعنی من۔ اوستا اور سنسکرت یک جان تھیں۔ سنسکرت کا مم موجودہ فارسی من ہی ہے۔ دستنگیر بمعنی دستگیر۔ جن بمعنی مرد۔ کس۔ خادم۔ تِرے بمعنی ترا۔ ؎

گورو نانک آمد

از قلم بھائی نند لال گویا غزنوی

گورو نانک آمد نرائین سروپ
ہمانا نرنجن - نرنکار - روپ
حقش آفریدہ زِ نورُ و کرم
از و عالمے را فیوضِ اتم
حقش برگزیدہ زِ ہر برگزیں
نشاندش زِ ہر برتریں برتریں
حقش گفت تو مرشد العالمین
نجات الورے رحمت الموجبیں

اِقتباس از زندگی نامہ

از قلم بھائی نند لال گویاؔ غزنوی ؒ

بھائی نند لال جی گویاؔ غزنی کے رہنے والے تھے۔ آپ نے گورو گوبند سنگھ جی کے دربار میں حاضر ہو کر درباری شاعر کا اعزاز حاصل کیا۔ گورو گوبند سنگھ جی کے دربار میں ۵۲ شعرا تھے جن میں آپ ممتاز حیثیت رکھتے تھے۔ آپ نے گورو گوبند سنگھ کی شان میں ۶۳ غزلیں کہی ہیں۔ اِس کے علاوہ ۸۳ رُباعیاں بھی معرفت کے رنگ میں کہی ہیں۔ نیز اِنسان کو طرزِ زیست سکھانے کی غرض سے "زندگی نامہ" نام کی ایک طویل نظم کہی ہے۔ جس میں ۴۹۹ اشعار ہیں۔ بھائی صاحب کا یہ سارا کلام فارسی زبان میں ہے۔ جس میں سے کچھ اقتباسات اہلِ نظر کی خدمت میں پیش کئے جا رہے ہیں ؛

(رفیقؔ)

آں خداوندِ زمین و آسماں
زندگی بخشِ وجودِ انس و جاں

خاکِ راہت توتیائے چشمِ ماست
آبروُ افزائے ہر شاہ و گدا است

ہر کہ باشد دائما در یادِ اُو
یادِ حق ہر دم بوَد ارشادِ اُو

گر تُرا یادِ خُدا باشد مدام
تا شوی اے جانِ من مردِ تمام

آفتابے ہست پنہاں زیرِ ابر
بگذر از ابرو نُما رُخ ہمچوُ بدر

ایں تنت ایراست بروے آفتاب
بادِ حق مے داں ہمیں باشد ثواب

ہر کہ واقف شُد ز اسرارِ خُدا
ہر نفس جُز حق ندارد مُدعا

حق چہ باشد یادِ آں یزدانِ پاک
کے بداند قدرِ اُو ہر مشتِ خاک

صحبتِ نیکاں اگر باشد نصیب
دولتِ جاویدیابی اے حبیب

دولت اندر خدمتِ مردانِ اُوست
ہر گدا و بادشاہ قُربانِ اُوست

رُباعی

از جنابِ اختر رضوانی

غُنچے ہیں اگر باغِ جہاں کی کلیاں
تو پھول ہیں اِک برقِ تپاں کی کلیاں
تھی فصلِ خزاں یا تھی بہارِ عالم
کِھلتی رہیں نانک کی زباں کی کلیاں

رُباعیات

از قلم بھائی نند لال گویا غزنوی ؒ

هرکس که بشوقِ تو قدم از سر ساخت | بر نُہ طبقِ چرخ عَلَم بر افراخت
شد آمدنش مُبارک و رفتن هم | گویا آں کس که رهِ حق راشناخت

کوراست هر آں دیده که حق را نشناخت | ایں عمرِ گراں مایه به غفلت پرداخت
کِه او گریه کُناں آمده و بحسرت مُرد | افسوس دریں آمدِ خود کار نه ساخت

در دهر کِه مردانِ خُدا آمده اند | بر گمُ شدگان رهنما آمده اند
گویا اگر ایں چشمِ تو مشتاقِ خُداست | مردانِ خُدا خُدا نما آمده اند

در مذهبِ ما غیر پرستی نه کُنند | سرتا قدم بهوش- مستی نه کُنند

غافل نہ شوند یک دم از یادِ خدا — دیگر سُخن از بلند و پستی نہ کنند

یک ذرہ اگر شوقِ الٰہی باشد — بہتر از ہزار بادشاہی باشد
گویا ست غلامِ مرشدِ خویش — ایں خط نہ محتاجِ گواہی باشد

ہر کس بہ جہاں نشو و نما مے خواہد — اسپ و شتر و فیل و طلا مے خواہد
ہر کس کہ برائے خویش چیزے خواہد — گویا ز خدا یادِ خدا مے خواہد

پُر گشتہ ز سر تا بہ قدم نورُ النور — آئینہ کہ در وے نہ بود ہیچ قصور
تحقیق بداں ز غافلاں دور بود — او در دلِ عارفاں خود کردہ ظہور

ایں عمرِ گراں مایہ کہ برباد بود — گویا دلِ غمگینِ تو شاد بود
تا مرشدِ کامل نہ دہد دست بہم — ایں خانۂ ویراں بہ چہ آباد بود

در حاصلِ عمر آنچہ ما یافتہ ایم | ایں در دو جہاں یادِ خدا یافتہ ایم
ایں ہستیِ خویشتن بلا بود عظیم | از خویش بگذشتیم خدا یافتہ ایم

از خاکِ درِ تو تو تنبا یافتہ ام | کز دولت آں نشو و نما یافتہ ام
من سجدہ بروئے غیرِ دیگر نہ کنم | در خانۂ دل نقشِ خدا یافتہ ام

گویا تا کے دریں سرائے معدوم | گاہے لازم شوی و گاہے ملزوم
تا کے چو سگاں بر استخواں جنگ کنی | دنیا معلوم۔ اہلِ دنیا معلوم

گویا اگر آں جمال دیدن داری | از خود ہوسے میل رسیدن داری
ایں دیدہ مبیں حجاب است ترا | بے دیدہ ببیں ہر آنچہ دیدن داری

موجود خدا ست تو کرا مے جوئی | مقصود خدا ست تو کرا مے جوئی
ایں ہر دو جہاں نشانِ دستِ تست | یعنی سخن از زبانِ حق مے گوئی

مُسدّس

از جنابِ بسمل صاحب امین آبادی مرحوم

ای گُورُو نانک تری مقبولِ جہاں تصویر ہے
چشمِ عالم دیکھ کر روشن ہے پُر تنویر ہے
تجھ سے ہے دلبستگی سیدھی ہوئی تقدیر ہے
طالبانِ حق کے حق میں تو گُورو بے پیر ہے
تُو نے وہ ڈنکا بجایا دہر میں توحید کا
ایک عالم ہوگیا شیدا تری تقلید کا

کیا مُبارک تھی گھڑی جس دم ہُوا تیرا جنم
شرک کے بادل لگے اُڑنے جہاں سے یکقلم
تیرا دم بھرنے لگے اہلِ زمانہ دمبدم
توڑ ڈالے مُنکروں کے کُفر کے تُو نے صنم
تیرا اسمت اور سکہ دہر میں مشہور ہے
جو تجھے منظور ہے وہ حق کو بھی منظور ہے

تو تھا ہم رہبر کے جام سے مخمور ہے
دیدۂ اہلِ نظر میں تو سراپا نور ہے
نام پر قربان تیرے سورۂ والنور ہے
واہگورو کے امر سے تُو خلق پر مامور ہے

تیرے در پر جبہ سائی کرتے تھے شاہ و گدا

شب چراغِ دہر تھا تو گوہرِ بحرِ سخا

نون سے نورِ خدا روشن ہے تیرے نام پر | ہے الف اللہ اکبر کا علم با کرّ و فر

کُن کو اُلٹا صاف تیرا نون کاف آیا نظر | مرحبا عالی حشم عالی نسب عالی گہر

چار دانگ عالم میں تیرے نام کی کیا دھوم ہے

جو ترا خادم ہُوا وہ بن گیا مخدوم ہے

صبغۃ اللہ سے ہے تیرا پاک دل رنگیں ہُوا | سر بلندی کیلئے ہے تاج کرّمنا ملا

بحرِ وحدت میں ہے بہرِ سالکاں تُو ناخدا | دردمندوں کے دلِ پُر درد کی تُو ہے دوا

تجھ کو لاخوفٌ علیہم یحزنون پر ناز ہے

منکشف تجھ پر ہُوا قدرت کا اصلی راز ہے

ذات تیری ہے مقدس برگزیدہ بے مثال | باکمالوں نے کیا تصدیق ہے تیرا کمال

ہے مبارک آنکھ جس نے کر لیا تیرا جمال | ذاتِ اللہ الصمد میں محو تھا تیرا خیال

اہلِ عالم کے لئے تو واجب التعظیم ہے
سر خمیدہ جان و دل سے تجھکو صد تسلیم ہے

تیرا مسلک تھا نرالا دہر میں اے خوش کلام | با مسلماں اللہ اللہ با برہمن رام رام
اہلِ عالم قدسیوں کے تجھ پہ لاکھوں ہوں سلام | فخر تیری ذات پر ہے کر رہا دار السلام

نام ہے زندہ ترا ہم نام پر قربان ہیں
نام کی برکت سے لاکھوں مشکلیں آسان ہیں

حق مسلماں کو کہا ہندو کو سچ ہے ایشور | مہر سے تو نے کیا ہر بے خبر کو با خبر
کر دیا ہے نخلِ قلب بے ثمر کو باثمر | ملجا و ماوا ہے بہرِ ما غریباں تیرا در

سکھ نے سکھ آنند پایا واہگورو کے نام سے
صدق کی تعلیم پائی بحرِ فیضِ عام سے

فیض سے تیرے ہزاروں مست ہیں ہشیار ہیں | بادۂ توحید پی کر تا بہ حشر تک سرشار ہیں
سیر باطن قلب میں توحید کے گلزار ہیں | سر ہے دارِ عشق حق پر جھومتے سردار ہیں

بحرِ وحدت میں ترا ہر وقت ہی اشنان تھا
تو مکمل مرد تھا کامل ترا ایمان تھا

بالا رتبہ مردِ مردانہ تھے تیرے دو غلام | بھائی بھائی جنکو عالم کہہ رہا ہے نیک نام
بادۂ عرفاں سے تو نے وہ پلایا ان کو جام | ساتھ تیرے ہو گئے سب چھوڑ کر دنیا کے کام

بھائی بالا دردِ الفت سے چشور بردا تھا
بھائی مردانہ تھا گاتا شوق سے حمدِ خدا

جب فنا تجھ میں ہوئے لہنے گورو انگد بنے | بادۂ آبِ ابد پی کر دولت سرمد بنے
ذاتِ اللہ الصمد کے عاشقِ بیحد بنے | تیرے مہر و لطف سے مقبولِ عالم ہو گئے

عاشقوں نے ذوق پایا ہے فنا فی اللہ میں
سینکڑوں امرت کے پیالے بند تیری بات میں

تیرے امرت نے پیالے گورو دیوں امر داس | تشنہ کامانِ محبت کی بجھا دی جسنے پیاس
امر کو امرتا ہوئے تجھ سے گورو دیوں اداس | طالبانِ حق تھے آتے جسکے در پر کرکے آس

جامِ وحدت ہیں لُٹائے تُو نے اہلِ دہر میں
رات دن رہتا تھا تو سرمست اپنی لہر میں

فیض سے تیرے گرو ہو پاتے ہیں ارجن جی کرم | آستانِ پاک پر جس کے ہزاروں سر تھے خم
تیرے ملنے سے ہزاروں دُور ہو جاتے ہیں غم | صلحِ کُل مسلک ترا عالم ترا بھرتا ہے دم

تو وہ کعبہ ہے کہ کعبے نے کیا تیرا طواف
ظاہر و باطن ترا آئینے کی مانند صاف

تجھ سے ہر گوبند پائے بحرِ وحدت کے گُہر | نخلِ عشق واہگورو ہر رائے تجھ سے میٹھے ثمر
چشمِ عالم میں گورو ہرکشن تھے رشکِ قمر | تیرا جلوہ تھے گورو تیغ بہادر نامور

لطف ہے تیرے سے بنے یکتا گورو گوبند سنگھ
کرتے تھے ہر وقت یاد واہ گورو گوبند سنگھ

دس کے ہندسے میں صفر پہلے ہی اک پر دیکھ | دسگورو ہو کر بھی کثرت میں ہے وحدت کی جھلک
یہ گورو وہ ہیں نہ دیکھے گی کبھی چشمِ فلک | ہے نئی عالم میں مہرِ حسن کی جن کے چمک

تھی مئے وحدت وہی گو مختلف پیمانے تھے

ایک ہی سورج سے یہ جلوے نظر آتے تھے

روح بن کر جسم تیرا جب اُڑا افلاک پہ
ہندو و مسلم ہاتھ ملتے تھے ردائے پاک پر

کر کے دو ٹکڑے اسے رکھا دلِ صد چاک پہ
دونوں ہی تو نے مزے چکھے چتا پہ خاک پر

کیا سبق آموز تیری آخری تعلیم ہے

صلح کل فرمان تیرا واجب التسلیم ہے

تیری خاکِ پاک پہ سوغات ہے پنجاب کو
کون دیتا مغفرت ہے پار کر خوش آب کو

سچ سمجھتے ہی رہے دُنیا کے جھوٹے خواب کو
چین آنے تجھ سے راوی کے دلِ بیتاب کو

آبِ حیواں پر شرف ہے آبِ راوی کو ملا

مل گیا اُس کو تبرک تیری خاکِ پاک کا

تُو فنا فی اللہ ہو کر بھی بقا باللہ تھا
ما سوا حق کے کسے معلوم ہے رُتبہ ترا

تُو سراپا درد تھا دل تھا ترا درد آشنا
تیری یہ تعلیم تھی دع ما کدر خذ ما صفا

تجھ سے جو واصل ہوئے وہ واصلِ حق ہو گئے
سینکڑوں ہی سینے شرحِ صدر سے شق ہو گئے

کیا حیاتِ جاوداں سے زندہ تیرا نام ہے | جس طرح آغاز تھا بہتر ترا انجام ہے
وقتِ آخر لب پہ اللہ واگرو کا نام ہے | ذکر کی مے سے ہوا لبریز تیرا جام ہے

سارے عالم کی تجھے تو بہتری منظور تھی
کوئی آئے ذات تیری خلق میں مشہور تھی

جو ہوا پیدا جہاں میں وہ ہے نابود ہے | پیشِ حق تو عالمِ اسرار میں موجود ہے
نور کے پردے سے ظاہر شاہد و مشہود ہے | جو چلا تعلیم پر تیری ہوا مسعود ہے

ہو گورو نانک کی جے کیا لب پہ پیارا نام ہے
واہ گورو جی کی فتح سے فتح صبح و شام ہے

پیشکش بسمل ہے لایا مدح یہ دربار میں | گو کسی قابل نہیں مقبول ہو سرکار میں
تو کرے مقبول تو مقبول ہو کیا تار میں | گوہرِ غلطاں پروئے دردِ دل کی تار میں

تیری تیغِ مہر نے بسمل کو بسمل کر دیا

مجھ سے نا قابل کو خاکِ در کے قابل کر دیا

قطعہ

از جناب صابر ابوہری — ایم اے

ظاہر کی عقیدت کیا کہیئے، جاں تم پر قرباں کرتے ہیں

ہم جب بھی تمہارے در پہ گئے ہاتھوں میں لیکر پھول گئے

وہ پھیرنا ہر سو کعبے کا، وہ ذکر نگر نے بیت کا

ہر چیز تمہاری یاد رہی، پیغام تمہارا بھول گئے

نانک

از علامہ اقبال

قوم نے پیغامِ گوتم کی ذرا پروا نہ کی
قدر پہچانی نہ اپنے گوہرِ یک دانہ کی

آہ! بد قسمت رہے آوازِ حق سے بے خبر
غافل اپنے پھل کی شیرینی سے ہوتا ہے شجر

آشکار اس نے کیا جو زندگی کا راز تھا
ہند کو لیکن خیالی فلسفہ پر ناز تھا

شمعِ حق سے جو منور ہو یہ وہ محفل نہ تھی
بارشِ رحمت ہوئی لیکن زمیں قابل نہ تھی

آہ! شودر کے لیے ہندوستاں غم خانہ ہے
دردِ انسانی سے اس بستی کا دل بیگانہ ہے

برہمن سرشار ہے اب تک مئے پندار میں
شمعِ گوتم جل رہی ہے محفلِ اغیار میں

بتکدہ پھر بعد مدت کے مگر روشن ہوا
نورِ ابراہیم سے آزر کا گھر روشن ہوا

پھر اٹھی آخر صدا توحید کی پنجاب سے
ہند کو اک مردِ کامل نے جگایا خواب سے

اقتباس از نظم جناب نظیر اکبرآبادی

ہیں نانک بابا شاہ گورو — وہ پورے ہیں آگاہ گورو
وہ کامل رہبر جگ میں ہیں — یوں روشن جیسے ماہ گورو
مقصود مراد ۔ امید سبھی — بر لاتے ہیں دل خواہ گورو
نت لطف و کرم سے کرتے ہیں — ہم لوگوں کا نرباہ گورو
اس بخشش کے ۔ اس عظمت کے — ہیں نانک بابا شاہ گورو
سب سیس نوا ارداس کرو — اور ہر دم بولو واہ گورو

جو لطف و عنایت ان سے ہے — کب وصف کسی سے اُن کا ہو
وہ لطف و کرم جو کرتے ہیں — ہر چار طرف ہے ظاہر وہ
الطاف جنہوں پر ہیں اُن کے — سو خوبی حاصل ہے اُن کو
ہر آن نظیر یہاں تم بھی — اب نانک نانک شاہ کہو
ہیں بابا نانک شاہ گورو — وہ پورے ہیں آگاہ گورو
سب سیس نوا ارداس کرو — اور ہر دم بولو واہ گورو

جپ جی صاحب

از ابو الفصاحت جناب جوش ملسیانی صاحب قبلہ

جپ جی صاحب کی ثنا کیا کہیے
بند کوزے میں ہے دریا کہیے

کیوں جمال گل رعنا لکھیے
کیوں بہار چمن آرا کہیے

اس میں یہ اوج یہ عظمت ہے کہاں
کیوں اسے نظم ثریا کہیے

زندگی بخش ہے اس کا ہر شبد
اس لیے اس کو مسیحا کہیے

یہ بھی تعریف مکمل نہ ہوئی
وصف کہیے بھی تو پورا کہیے

گورو نانک کی ہے بانی اے جوش
اس کو پیغام خدا کا کہیے

نوٹ :- جپ جی صاحب کی بانی گورو نانک صاحب کے تمام کلام میں سب سے زیادہ اہم ہے۔ یہ کلام ادبی سطح سے بہت اونچا ہے مگر اس کی حقیقت اس کا سمجھنا بہت مشکل ہے۔ اس کو بجا طور پر جوش صاحب نے پیغام خدا کہا ہے۔ اس میں معرفت کے رموز اور معرفت کی منزلوں کا ارشاد ہے اور سکھ مذہب کے فلسفے کا تمام لب لباب اس میں درج ہے۔ (فیض)

گورو نانک دیو کی زندگی کا ایک تاریخی واقعہ

از ابو الفصاحت جناب جوشش صاحب قبلہ

جب دیارِ ہند میں تاتاریوں کا راج تھا
جب یہاں مغلوں کے سر پہ سلطنت کا تاج تھا

جب ظہیر الدین بابر کی حکومت تھی یہاں
جب فقط تلوار کے قبضے میں طاقت تھی یہاں

چار جانب گو نظر آتی تھیں رزم آرائیاں
پھر بھی اس عالم میں ہو جاتی تھیں بزم آرائیاں

جب لبِ خاموش ہو جاتے تھے نعرے جنگ کے
بے تکلف دور چلتے تھے مئے گُل رنگ کے

دشمنوں سے جب بھی مل جاتی تھی فرصت شاہ کو
کیف سے معمور کر دیتا تھا عشرت گاہ کو

تھا یہی عالم کہ نانک دیو جا نکلے وہاں
ان کی درویشانہ عظمت کے ہوئے چرچے وہاں

جب سُنے بابر نے یہ چرچے بلا بھیجا اُنہیں
اپنی بزمِ خاص کا پورا پتا بھیجا اُنہیں

شاہ کی دعوت پہ نانک دیو حاضر ہو گئے
دیکھ کر ان کی جلالی شان کو سب کھو گئے

عزت و تکریم سے ان کو بٹھایا شاہ نے
ان کی جانب ساغرِ مے بھی بڑھایا شاہ نے

یہ عجب نقشہ تھا اک درویش کی توقیر کا
دونوں جانب سلسلہ قائم ہوا تقریر کا

اک طرف جام و سبو پر گفتگو ہونے لگی
اک طرف شرحِ جہانِ رنگ و بو ہونے لگی

اک طرف ساغر پہ چشمِ شوق للچائی ہوئی
اک طرف رندی ہزاروں ٹھوکریں کھائی ہوئی

اک طرف جھوٹے نشے نے جال پھیلایا ہوا
اک طرف رخ پر سرورِ سرمدی چھایا ہوا

اک طرف منزل کی بنیادیں زمیں کے فرش پر
اک طرف اک مردِ کامل کی نگاہیں عرش پر

اک طرف دریائے مے میں غرق شانِ زندگی
اک طرف آغوشِ ساحل میں جہانِ زندگی

تھا یہی عالم کہ نانک دیو نے یہ کہہ دیا
اس کا پینا بھی خطا اس کا پلانا بھی خطا

یہ پری شیشے میں زہری ناگ سے کچھ کم نہیں
شکل پانی کی ہے لیکن آگ سے کچھ کم نہیں

اک فقط زہرابِ غم دنیا کے مے خانے میں ہے
مے کہاں یہ زندگی کا خون پیمانے میں ہے

تو جو پی لیتا ہے اس سے پیاس مر سکتی نہیں
میں نے جو پی ہے قیامت تک اتر سکتی نہیں

پارسا بن جا یہی تلقین درویشی کی ہے
جامِ مے کی پیشکش توہین درویشی کی ہے

گورو نانک کی عظمت

از علامہ بشیشور پرشاد صاحب منورؔ لکھنوی

پنجاب کے فانوس کی اک شمعِ فروزاں
نورِ ازلی بن کے نمودار ہوئی تھی
معمور ہوئیں جس سے فرشتوں کی بھی آنکھیں
بڑھ کر مہ و خورشید سے بھی ضیا بار ہوئی تھی

اس شمعِ فروزاں کی تجلّی ہیں نہاں شامل
گوتم کے بھی عیسےٰ کے بھی اوتار کا جلوہ
اس ہستیٔ جاوید میں پنہاں نظر آیا
زردشت و محمدؐ کے بھی دیدار کا جلوہ

نرگن کی ضیا بھی تھی سگن کی بھی تجلّی
ساکار کی مورت تھی نراکار کی صورت
نانک کے رخِ پاک میں، پرنور جبیں میں
دیکھی نگہِ شوق نے کرتار کی صورت

گن رام کے بھی کرشن کے بھی عکس نگن تھے
کلجگ میں جنک کا یہ تھا اوتار دوبارہ

قرآں کی نمایاں ہوئی انجیل کی تنویر
تھا اُپنشد و وید کا اظہار دوبارہ

اب رام و رحیم ایک ہی معنے کے تھے حامل
اب کُفر کی ایمان کی تھی ایک ہی تفسیر
اب کعبہ و بُتخانہ میں کچھ فرق نہیں تھا
اب وید کی قُرآن کی تھی ایک ہی تفسیر

ادنےٰ سا کرشمہ تھا یہ عرفانِ نظری کا
لے نُور نمودار تھا پردے میں حرم کے
آگاہیِ جاوید کی بجلی چمک اُٹھی
حق معجزہ پرداز تھا سائے میں صنم کے

ہندو کی جہالت کے مُسلسل قدم اُکھڑے
ظُلمت تھی مُسلماں کی بھی کافور ہوا میں
تھی اِس کی جو پُوجا وہی اُس کی تھی عبادت
اب فرق نہ کوئی بھی تھا ایشور میں خُدا میں

جب ایک ہی مالک کا دو عالم پہ چلے حُکم
ایماں ہو جُدا خاک کِسی بندۂ رب کا
نانک کے درِ پاک سے تعلیم یہ پھیلی
تھا ہند کا خالق وہی خالق تھا عرب کا

اسلام ہُوا کُفر کے جلوے سے نمودار
کچھ یہ بھی عجب قدرتِ خلّاقِ زماں تھی
یہ گوشِ سماعت پہ کھُلا رازِ معانی
ناقوس کے آہنگ میں آوازِ اذاں تھی

اس مُرشدِ اعظم کا جہاں گیر تھا مشرب
اس شان کا درویش کوئی اور کہاں تھا
تعظیم روا سب پہ ہے اس پاک گُرُو کی
یہ رہبرِ دیں رہبرِ ابنائے زماں تھا

مستِ مئے توحید تھا یہ زہد سراپا
تھا مدح کے لائق یہ سزاوارِ ثنا تھا
ہر شاہ و گدا اس کی کرامت کا تھا قائل
ہر وقت اسے مشغلۂ یادِ خدا تھا

ہے آج بھی نانک کی زمانے کو ضرورت
جب دین کسی کا کوئی ایمان نہیں ہے
کیوں ہو نہ بہت دُور بہت دُور خدا سے
اس دَور کا انسان جب انسان نہیں ہے

کس مُلک پہ ہوتے نہیں اغیار کے حملے
کس قوم میں جھگڑا نہیں تکرار نہیں ہے

کیا خاک ہو۔ کیا خاک محبت ہو خدا کی
انسان کو انساں ہی سے جب پیار نہیں ہے

ہر فرد کی ہر قوم کی تقدیر سنور جائے
جو کام ہو سُدھرے کوئی برپا نہ خلل ہو

گاندھی کی صدی ہے یہی نانک کی صدی ہے
دونوں کے اصُولوں پہ بشر محوِ عمل ہو

ہر گام پہ نانک سے گورُو راہ دکھائیں
ہر شام سے ہوں صُبح کے آثار ہویدا

ہر فرد ہر اک قوم نہ تیار ہو جب تک
ہوتی نہیں اصلاح کی صُورت کوئی پیدا

یہ پانچ سو واں سال ہے نانک کے جنم کا
اِس پانچسوویں سال کی توقیر بڑی ہے

یہ پانچ سو واں سال مبارک ہے نہایت
اِک اور نئے دور کی بُنیاد پڑی ہے

گورو نانک

از جناب (اثر اعظمی ۔ گنور (ضلع بدایوں یوپی)

١

خدا ہے ایک تو بیشک ہے اُسکا دین بھی ایک / ہیں ایک درجہ کے جملہ پیمبرانِ نیک

جو اصلِ دین ہے وہ اوّل خدا کی عظمت ہے / پھر اُس کے بعد ہر انسان سے محبّت ہے

یہ لفظ دو ہیں مگر ان میں حکمتیں لاکھوں / عمل ہو اِن پہ تو ظاہر ہوں جنتیں لاکھوں

جو اختلاف مذاہب میں لوگ پاتے ہیں / پھر اِنکی آڑ میں فتنے نئے اُٹھاتے ہیں

یہ اختلاف فروعی ہیں اصلیت سے جُدا / سبب یہ ہے کہ بہت ہم پہ مہربان ہے خدا

بشر میں جیسی بھی طاقت ہے جو ضرورت ہے / مطابق اس کے ہی احکام کی عنایت ہے

جو اصل ہیں وہ ہر اِک دین میں مسلسل ہیں / ہم اختلافِ فروعی پہ کیوں کسی سے لڑیں

یہ اصل ہے کہ خدا ہی کو ہم خدا مانیں / اُسی کو سجدہ کریں اُس کو پیشوا جانیں

اُسی کے سامنے رکھیں ہم اپنی ہر حاجت / اُسی کا زور ہے قائم اُسی کی ہے طاقت

مگر بھٹکتے ہیں جب اصل راہ سے انسان
سوا خدا کے بناتے ہیں سینکڑوں یزدان

تو لاکھ عیب نمودار ان میں ہوتے ہیں
پئے غرض وہ عداوت کے بیج بوتے ہیں

محبت اُٹھتی ہے دل میں غرور آتا ہے
بشر بشر کو نئے ڈھنگ سے ستاتا ہے

تو ایسے وقت پیمبر کو بھیجتا ہے خدا
خدا سے پھر وہ بشر کا ملاتا ہے رشتا

برائی چھوڑ کے سب لوگ نیک بنتے ہیں
جدا جدا تھے جو سب مل کے ایک بنتے ہیں

یہی طریقہ خدا کا رہا ہے گا یہی
نہ فرق آیا ہے اسمیں نہ آسکے گا کبھی

ہر اک نبی یہی تعلیم لیکر آیا تھا
یہی پیام ہر اوتار نے سنایا تھا

رہیگا سلسلہ جبتک کہ سب کا دین ہو ایک
بدی مٹے گی سبھی آدمی بنینگے نیک

٢

ہمارا ملک بھی اس روگ سے بری نہ رہا
یہ واقعہ ہے کہ انسان آدمی نہ رہا

کرشن و رام کی ذہنوں سے مٹ گئی تعلیم
کیا بشر نے نہ احکامِ وید کو تسلیم

خدا کو چھوڑ کے بندے بتوں کے بن بیٹھے
جو دوست دوست تھے آپس ہی میں دشمن بیٹھے

فساد و جنگ سے مطلب فجور و فسق سے کام
نہ ان میں کوئی سلیقہ نہ ان میں کوئی نظام

کہیں درختوں کو سجدے کہیں بتوں کو سلام
دلوں میں سخت ارادے زباں پہ سخت کلام

محبت اُٹھ گئی گھر بس گیا عداوت کا
دلوں سے اُٹھ گیا جذبہ بشر کی خدمت کا

عجیب مُلک میں اک انتشار برپا تھا
سکون و امن ہمارے وطن میں عنقا تھا

نہ عصمتیں تھیں سلامت نہ مال ہی محفوظ
نہ اعتبار کسی پر نہ زندگی محفوظ

خدا کو چھوڑ کے بندہ جو سر اٹھاتا ہے
تو پھر وہ ایسی ہی آفت میں خود کو پاتا ہے

چھُٹا ہے جن سے بھی دامن خدا کی رحمت کا
ملا ہے ان کو نتیجہ یہی بغاوت کا

۳

خدا کی راہ میں انسان معتبر تو نہیں
مگر خدا تو خدا ہے کوئی بشر تو نہیں

خراب نقشوں میں رنگِ حسیں وہ بھرتا ہے
زیادہ باپ سے بندوں کو پیار کرتا ہے

کوئی بھی باپ گوارا یہ کر نہیں سکتا
کہ میرے ساتھ بغاوت کرے مرا بیٹا

تو پھر خدا کو بھلا کیسے بات یہ بھاتی
کہ میرے ہند کے بندے مجھی سے ہوں باغی

بھٹکتے لوگوں کی قسمت میں ہوش آنا تھا
ضرور رحمتِ خالق کو جوش آنا تھا

کسی کو جن کی صداقت میں کچھ نہیں ہے شک
پئے ہدایتِ مخلوق آ گئے نانک

جبیں پہ نورِ ازل مہر جس پہ رشک کرے — سرِ بلند پہ تائیدِ حق کا تاج دھرے
قدم براہِ صداقت عمل محبت خواہ — زباں پہ کلمۂ حق لا الٰہ الا اللہ
کہا کہ اے مرے پیارے وطن کے نادانو — خدا کی ذات کو سمجھو خدا کو پہچانو
تمہیں ہے جس کی ضرورت وہ بس خدا دیگا — سوا خدا کے تمہیں اور کوئی کیا دیگا
وہ بت کہ تم نے جنہیں ہاتھ سے بنایا ہے — خدا بنا کے انہیں خود پہ ظلم ڈھایا ہے
خدا کو پوجو عبادت اسی کی پیہم ہو — کوئی ہو اس کا پجاری تو اسکو کیا غم ہو
ہر اک بشر سے محبت تمہیں ضروری ہو — خدا کے بندوں سے دوری خدا سے دوری ہے
بھلائی چاہو ہر انسان کی زمانے میں — تمہاری سعی ہو اوروں کا غم مٹانے میں
رسومِ بد میں الجھنے سے کچھ نہیں حاصل — گناہ چھوڑ کے بن جاؤ مومنِ کامل
بھلا ہے اس میں یہی ہے پیام وحدت کا — چھٹے نہ ہاتھ سے دامن کبھی محبت کا
اسی پیام سے ظلمت جہان بھر کی گھٹی — اسی پیام کی خاطر سفر میں عمر کٹی
اسی پیام سے ہے دین انکا پائندہ — اسی پیام نے لاکھوں کو کر دیا زندہ
اسی پیام سے روحوں نے زندگی پائی — اسی پیام کی بجتی ہے اب بھی شہنائی

اسی پیام سے دن میں بدل گئی ہر رات
اسی پیام سے لاکھوں نے پائی راہِ نجات

اسی پیام میں پوشیدہ ہے فلاحِ جہاں
اسی پیام سے بزدل جری بنے انسان

اسی پیام کو سارے جہاں میں پھیلاؤ
اسی پیام سے سارے جہاں پہ چھا جاؤ

جو اس پیام کو اے دوستو نہ بھولو گے
تو ہے یقین ہمیشہ پھلو گے پھولو گے

اگر پیام یہ بھولے تو پھر اندھیرا ہے
تباہیوں کا مصیبت کا گھر میں ڈیرا ہے

گورو کی روح کو پہنچے ہزار بار سلام
گورو نے ہم کو دیا امن و آگہی کا پیام

نوٹ ۱: لا الٰہ الا اللہ کے معنی ہیں خدا کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ یہی تعلیم ہر اوتار کی تھی۔ یہی گورو جی کی اور جب خدا کو چھوڑ کر بندے غیر اللہ کو پوجیں گے رسول اور اوتار آ کر پھر اسی تعلیم کو تازہ کریں گے۔ یہاں تک کہ دنیا بھر کے دھرموں کا ایک ہی دین ہو جائے گا خوشی کی بات ہے کہ یہ دور شروع ہو چکا ہے (ابرؔ احسنی)

گورونانک نرنکاری

از راج کوی لسان الاعجاز جناب میلارام صاحب وفا

تجھے سارا جہاں پیغمبرِ توحید کہتا ہے
تری عظمت سے ہو سکتا نہیں کوئی بھی انکاری

ضرورت تھی ترے آنے کی عین اُسوقت دنیا کو
ترا آنا ہوا جس وقت اے نانک نرنکاری

بہر جانب قیامت خیز تاریکی کا عالم تھا
جہالت کی گھٹا تھی آسمانِ ہند پر طاری

خدا کے نام پر دست و گریباں تھے خدا والے
کشاکش ہندو مسلم میں تھی آٹھوں پہر جاری

فراوانی تھی ہر سو کینہ و بغض و عداوت کی
تعصّب اور نفرت سے فضا مسموم تھی ساری

تری تعلیم نے ماحول کو یکسر بدل ڈالا
تری آمد تھی دنیا کو نوید رحمتِ باری

جگایا خواب غفلت سے اُٹھایا خاکِ ذلت سے
سنایا تو نے ملک و قوم کو پیغام بیداری

جہاں والوں کو احساسِ حقوقِ شہریت بخشا
جہاں داروں کو دی تعلیمِ آئینِ جہانداری

تری تعلیم میں سب سے بڑی یہ خاص خوبی تھی
نکلتا تھا نہ اس سے کوئی پہلوئے دلآزاری

دگر گوں پھر سے اب اطوار ہیں ابنائے عالم کے
ضرورت پھر ترے آنے کی ہے نانک نرنکاری

نانک

از جناب جگن ناتھ صاحب آزاد

گورو نانک! خزاں کے دور دورسے ہیں قدم تیرا
ریاضِ ہند میں آیا بہارِ جاوداں ہو کر

تو اک ابرِ کرم تھا جو زمانِ خشک سالی میں
دیارِ ہند پر برسا محیطِ بیکراں ہو کر

زمینِ کشورِ پنجاب کی تقدیر کیا کہئے
چمک اُٹھا ہر اک ذرہ حریفِ کہکشاں ہو کر

ترا یمنِ قدم ہی تھا کہ راہِ عشق و مستی پر
چلا پھر کارواں اپنا امیرِ کارواں ہو کر

یقیں کے رنگ میں درماں تیری تعلیم لے آئی
کبھی جب کرب اُٹھا ذہنِ انساں میں گماں ہو کر

سچّا گورو

از جناب گوہر ہوشیارپوری۔ لاہور (پاکستان)

پاک باز و پاک طینت پاک خو
راست شیوہ، راست مشرب، راست رو

قطرہ قطرہ معرفت تیری شراب
جرعہ جرعہ ذکرِ حق تیرا سبو

وحدت آئینہ ہے تیرا لفظ لفظ
نغمۂ توحید تیری گفتگو

درس تیرا آدمیّت کا شرف
بے لحاظِ رنگ و نسل و ماؤ تو

تیرے ارشادات کی گہرائیاں
یم بہ یم، دریا بہ دریا، جو بہ جو

وعظ تیرا امن و صلح و آشتی
اے حقیقت کیش، اے سچّے گورو

لوگ تیری عظمتوں کے معترف
عالم عالم، قریہ قریہ، کو بہ کو

تیرے فرمودات کی حامل کتاب
حرف حرف و سطر سطر اللہ ہو

منزلِ عرفاں تیری منزل کا نام
جستجوئے رب ہے تیری جستجو

پاک تو، پاکیزگی تیرا خمیر
ارضِ پاکستان سے تیری نمو

"فرشتہ"

از جناب ساحر ہوشیار پوری

ایسا انساں کہ فرشتے کا یقیں ہو جس پر | ایسا مرشد کہ جسے مرشدِ کامل مانیں
ایسا رہبر کہ جسے رہبرِ اعظم کہیے

صدق و اخلاص کے اک جام کی سرمستی سے | نفرت و بغض محبت میں بدل جاتے ہیں
نام اونکار کا جب وردِ زباں ہوتا ہے | رنج و آلام مسرت میں بدل جاتے ہیں
یوں تو ہر روز کھِلا کرتے ہیں غنچے لیکن | ایک ہی گُل سے مہک جاتی ہے گلشن کی فضا
یوں تو سو بار برستا ہے فلک سے پانی | ایک ہی قطرے سے ہو جاتا ہے موتی پیدا
بزمِ امکاں کے اندھیرے کو مٹانے کیلئے | عرش سے اُتری تھی اک شمع حقیقت کی ضیا
ذہنِ انساں سے جہالت کو مٹانے کیلئے | دارِ فانی میں کبھی آیا تھا اک مردِ خدا
پانچ سو سال ہوئے ایک کرن چمکی تھی | جس کی تنویر سے دنیا ہے منور اب تک
ایسا انساں کہ فرشتے کا یقیں ہو جس پر | ایسا مرشد کہ جسے مرشدِ کامل مانیں
ایسا رہبر کہ جسے رہبرِ اعظم کہیے

پریم کے چشمے

از جناب فیض لدھیانوی - لاہور

ایک بنو اے سندر ویرو! | بے ہودہ جھگڑوں سے بھاگو
بھائی بھائی بن کر بیٹھو | جو لڑتے ہیں اُن سے کہہ دو

کرشن، محمدؐ - عیسیٰؑ - نانک
چاروں خاص بزرگ ہیں بیشک

اپنے اپنے دھرم کو مانو | ہر دم اچھے کام کی ٹھانو
ان کو سچے رہبر جانو | اِن سب کی عظمت پہچانو

سب نے بگڑی قوم سنواری
سب نے ڈوبی ناؤ ابھاری

ہندو - مسلم - سکھ - عیسائی | کیوں کرتے ہیں روز لڑائی
آپس میں لڑنا ہے برائی | مذہب کا مقصد ہے بھلائی

اِن کا حُکم جو مانیں سارے
پھر ہو جائیں وارے نیارے

چاروں نے پھیلائی وحدت | چاروں ہیں بھی غیبی طاقت
چاروں نے کی خلق کی خدمت | چاروں کی واجب ہے عزت

تُم لو اِن کا نام ادب سے
دِل میں عقیدت رکھو سب سے

چاروں ہیں بھگوان کے پیارے | چاروں ہیں نُورانی تارے
چاروں ہیں سر تاج تمہارے | چاروں ہیں محبُوب دُلارے

جگ ہے اِنکا چاہنے والا
اِن چاروں کا بول ہے بالا

یہ آئے سب کی پھیلانے | دھرتی سے ہر پاپ مٹانے
گیان بھرا پیغام سُنانے | پاپی من کی جوت جگانے

اِن کے دَم سے ظُلمت بھاگی
گمراہوں کی قِسمت جاگی

جھوٹ کا بھانڈا پھوڑ گئے سب
ظُلم کے بندھن توڑ گئے سب

ٹوٹے رِشتے جوڑ گئے سب
پریم کے چشمے چھوڑ گئے سب

آج بھی اِن کا فیض ہے جاری
لابھ اُٹھاتے ہیں نر ناری

رُباعی

از جناب اِختر رضوانی

بے لاگ تُو ہر ایک فسانے سے رہا
بے واسطہ ہر ایک بہانے سے رہا
مانا کہ زمانے میں رہا تُو نانک
اِس پر بھی بہُت دُور زمانے سے رہا

نذرِ عقیدت

بابا گورو نانک علیہ الرحمتہ کے حضور میں

(از جناب شفقت کاظمی ۔ ڈیرہ غازی خاں (پاکستان))

کیوں نہ واجب ہو احترام ترا
حق کا پیغام تھا پیام ترا

دل نے اک تازہ زندگی پائی
جب بھی آیا زباں پہ نام ترا

تیری ہر بات راستی کا سبق
تابعِ حق رہا کلام ترا

نوعِ انساں سے تجھ کو پیار رہا
وقف تھا سب کو لطفِ عام ترا

تیری توصیف ہو سکے کیوں کر
ہم کہاں اور کہاں مقام ترا

ہم کو دل سے عزیز ہیں دونوں
وہ ترا کام ہو کہ نام ترا

پیرایۂ شعر میں سنا ہی دیا
آج شفقت نے بھی پیام ترا

رُباعیات

از جناب بسمل سعیدی - دھلی

ہر جادۂ دشوار کی منزل، نانک!
ہر قلزمِ زخّار کا ساحل، نانک!
تو ہے وہ موحّد ترا مسلک ہمہ اوست
اے وحدتِ ادیان کے حامل، نانک!

ہیں جستجوئے شوق کے تیور بھی گواہ
اور ذوقِ طلب سے ترے کعبہ آگاہ
محروم نہیں نقشِ قدم سے تیرے
تحقیق و تلاشِ حق کی کوئی راہ

کیا درس ہے وہ درس جو اقوال میں ہے
حکمت سی وہ حکمت ہے جو اعمال میں ہے
وہ قول ہو تیرا کہ عمل ہو، نانک!
بے مثل وہ اِس عالمِ امثال میں ہے

تصویر تری مُراقبے میں ہے غرق،
اب عابد و معبود میں کچھ فصل نہ فرق
مُلکِ عالم بے سمت و جہت ہے اور تُو
اب غرب رہا غرب نہ اب شرق رہا شرق

ہے نور کا اک ہالہ گردِ تصویر، | یا شعلۂ جوالہ گردِ تصویر
ہیں حرف طواف اس کے جمال اور جلال | یہ دائرۂ ہالہ گردِ تصویر

اک نورِ تحیر تری تصویر میں ہے | اک طورِ تحیر تری تصویر میں ہے
جھکتی ہے عقیدت سے تخیل کی جبیں | یہ کس کا تصور تری تصویر میں ہے

اک برقِ تجلی ہے شرارہ دل کا | اک جلوۂ صد نور نظارہ دل کا
جھکتی ہیں نگاہیں تو پھر اٹھتی ہی نہیں | سینے میں ہے ایک گوردوارہ دل کا

ایسا کوئی خورشید درخشاں نہ ہوا | اس پانچ صدی میں تو نمایاں نہ ہوا
اے عالمِ انسانیت اب تک تجھ میں | نانک سا کوئی مصلحِ انساں نہ ہوا

اس میں نہ کوئی شبہ نہ شک، عیب نہ ریو، | رستم ہو کہ سہراب ہو، گو درز کہ گیو

ہے روح کی طاقت میں کوئی زور آور — مانندِ مہاراج گورو نانک دیو

دم توڑ رہی ہے آدمیت نانک! — ہے وقت کا دریا کہ قیامت نانک!

پھر ابھرا طوفان ہے۔ ٹوٹی کشتی — اس وقت دکھا کوئی کرامت نانک!

تم کچھ بھی پڑھو، ایک ہے مطلب، پڑھ لو — اب تک نہ پڑھا کچھ، تو چلو اب پڑھ لو

ویدوں کو ہی پڑھ لو نہ پڑھو گر قرآں، — گیتا نہ پڑھو، گرنتھ صاحب پڑھ لو

گھٹ جائے بلا سے عمرِ ہستی گھٹ جائے — یہ عمرِ مصیبت تو الٰہی کٹ جائے

یہ وقت جو بڑھ رہا ہے آگے کمبخت

یہ پانچ صدی کاش کہ پیچھے ہٹ جائے

بابا گورو نانک

از جناب عزیز وارثی - لال کنواں - دہلی

آشنائے رازِ وحدت کاشفِ سرِّ خفی
دولتِ عرفاں بعنوانِ دگر تجھ کو ملی

راحتِ قلب و جگر محرابِ جاں کے پیش امام
نیک فطرت نیک صورت نیک خصلت نیک نام

دردمندوں کے مسیحا بے کسوں کے چارہ گر
شام کی تاریکیوں میں جلوۂ نورِ سحر

قافلہ سالارِ مستاں ناخدائے ملک و قوم
خضرِ منزل رہبرِ دانا عصائے ملک و قوم

سر پہ دستارِ فضیلت رخ پہ نورِ کائنات
درحقیقت قابلِ تعظیم ہے تیری حیات

لفظِ الفت کی مکمل شرح اک تیرا وجود
عاشقی میں توڑ ڈالیں ظاہری ساری قیود

تھا توکل اور استغنا شعارِ زندگی
بھوک کی شدت میں اک دانے کی بھی خواہش نہ کی

تیرے قدموں پر شہنشاہوں کی پیشانی جھکی
زندگی تیری یقیناً لائقِ تحسین تھی

پیشوا رہبر گورو درویش عالی اور فقیر
تجھ کو حاصل تھے یہ رتبے اے امیروں کے امیر

ہیں عمل پیرا تری تعلیم پہ اہلِ تمیز
اس لئے ہیں آج بھی دنیا میں وہ ہر دل عزیز

بابا نانک مرشدِ کامل

از جناب رام کرشن صاحب مضطر

روشنی بڑھ کے اندھیرے کو مٹا دیتی ہے
عالمِ خواب سے انساں کو جگا دیتی ہے

ڈھونڈنے والوں کو منزل کا پتا دیتی ہے
کاروانوں کو نئی راہ دکھا دیتی ہے

روشنی ہوتی ہے رحمت کے اثر سے پیدا
روشنی ہوتی ہے دل اور نظر سے پیدا

ہے ازل سے دلِ انساں کو حقیقت کی تلاش
جذبۂ صدق و صفا کو ہے محبت کی تلاش

لاکھ جلووں میں بھی ہے ایک ہی صورت کی تلاش
چشمِ حق بیں کو ہے کثرت میں بھی وحدت کی تلاش

اہلِ دل واقفِ اسرارِ نہاں ہوتے ہیں
دل ہو پُرنور تو سب راز عیاں ہوتے ہیں

پرتوِ حسن مقیّد نہ شعاعیں محدود
ذرّے ذرّے میں ہے وہ انجمن آرا موجود

بزمِ آفاق ہے اِک عکسِ جمالِ معبود
عشقِ صادق ہو تو ہر سُو ہے نشانِ مقصود

گوردوارہ ہو حرم ہو کہ صنم خانہ ہو
ہر گھڑی پیشِ نظر جلوۂ جانانہ ہو

مثلِ خورشیدِ جہاں تاب تھا نانکؔ کا ظہور
تیرگی دور ہوئی پھیل گیا نور ہی نور
اک تجلّی سے ہُوا سینۂ گیتی معمور
ایک آواز نے بخشا ابدیّت کا شعور

حق کی تعلیم سے انسان کو جب گیان ہُوا
ایک ہے سب کا خدا سب کو یہ عرفان ہُوا

نغمۂ حق کو ہر اک ساز میں بیدار کیا
پریم اُپدیش دیا پریت کا اظہار کیا
رُوح کو معرفتِ حق کا طلبگار کیا
قلب کو وحدت و قدرت کا پرستار کیا

مشعلِ راہ ہے سب کیلئے نانک کا پیام
سب کو ہوتا ہے عطا بادۂ توحید کا جام

شانِ آدم

از جناب اَمر سنگھ صاحب منصورؔ مرحوم

وہ رسُولِ ہند وہ خورشیدِ توحیدِ خدا
دہر کا ظُلمت کدہ جس نے مُنوّر کر دیا

ہے ازل سے دہر میں پھیلی ہوئی جسکی ضیا
عرشِ عرفاں پر گورُو نانک ہی ہے شمسُ الضحےٰ

جس نے توڑا ہے طلسمِ بدعت و کذب و رِیا
جامۂ سالوس کی دیں دھجّیاں جس نے اُڑا

وہ گورُو نانک جو کذب و ظُلم سے ڈرتا نہ تھا
ماسوا کے سامنے گردن جو خم کرتا نہ تھا

عہدِ ابراہیم میں ظُلم و ستم کے دَور میں
ایک دن تشریف فرما تھے گورُو لاہور میں

اِک درختِ سبز کے سایہ میں تھے جلوہ فگن
چہچہاتے تھے جگہ ہر سُو تھے مُرغانِ چمن

جب اُٹھایا سازِ مردانہ نے ہنگامِ سماع
اور دِلوں سے رنج و غم ہونے لگے جس دم وِداع

کیرتن کرتا تھا مردانہ جہاں خاموش تھا
ستگورُو بہرِ صدائے حق ہمہ تن گوش تھا

کیرتن سے سب کے اِس جانب کھچے جاتے تھے دِل
صُبح دم مانندِ گُل سب کے کھِلے جاتے تھے دِل

سینکڑوں دِل ہو گئے اِس نغمہ سے زیروزبر
شہر میں اِس سے ہُوئی ستگورُو کے آنے کی خبر

درگہِ نانک میں آئے سر کے بل چل کر امیر
راہِ نانک میں بہ دِل آنکھیں بچھائے تھے فقیر

چور درشن سے فرشتوں میں بدل جاتے تھے سب
دِل جو پتھرؔ کے بھی ہوتے تھے تو وہ لعل جاتے تھے سب

جس قدر تھے شہر میں درشن کو آئے صُوفیا
عظمتِ نانک پہ سب ایمان لائے صُوفیا

تھے مُسلماں سینکڑوں ہندو ہزاروں تھے وہاں
اور وہ پیغمبرِ ربُّ الوریٰ تھا گُل فشاں

گُلِ مہتاب - باباگورونانک

از جناب صغیر احمد صاحب صوفی

سب گُنبدِ اغراض و مقاصد کے پُجاری　　فیضانِ خدا کرتے تھے گُفتار سے جاری
جذبہ تھا مگر گرمیٔ کردار سے عاری
باطل کا زمانے میں عجب رنگ جما تھا　　ہر بندۂ ناچیز خداؤں کا خُدا تھا

تفریقِ من و تُو کی زمانے میں ہوا تھی　　ہر قلب کے آئینے میں تصویرِ انا تھی
جسموں پہ مذاہب کے تصنّع کی قبا تھی
احساس کی آواز کا دم ٹُوٹ رہا تھا　　ہر شعبدہ گرِ دِل کا چمن لُوٹ رہا تھا

ننکانہ کی دھرتی پہ کھِلا اِک گُلِ مہتاب　　خوشبو جو اُڑی علمِ الٰہی کے کھُلے باب
جیسے کہ مشیت کا مکمل ہُوا اِک خواب

پہنچی گُلِ مہتاب کی آواز وہاں تک
تخئیل کی جا سکتی تھی پرواز جہاں تک

وُہ خطۂ پنجاب کا اِک شعلۂ وحدت
پیغامبرِ اُنس و وفا، حق و صداقت
جس کو غمِ اِنساں سے ہمیشہ رہی نسبت
سرچشمۂ حیات کا پاکیزہ کنول تھا
وہ راہ میں اِیثار کی سرگرمِ عمل تھا

اِک نعرۂ مستانہ تھا، ہندو نہ مسلماں
وحدت سے جِلا پاتا ہے آئینۂ اِیماں
ہر منزلِ دُشوار بھی ہو جاتی ہے آساں
ہر چیز سے بالا ہے زمانے میں صداقت
صد شعلہ جوالہ ہے اِک شعلۂ وحدت

اقوال تھے آسان بھی، سادہ بھی حسیں بھی
تھا دین پہ ایمان تو دُنیا پہ یقیں بھی
خواہش لئے دیدار کی ہم جائیں کہیں بھی
کعبہ ہو کہ کاشی ہو کہ بغداد کی گلیاں
ہو موجِ صبا دل میں تو کھِل جاتی ہیں کلیاں

نانک کی عقیدت کے چمن زار کے پھول لو
وحدت کے خیالات سے افلاک کو چھو لو

اُس حریّتِ قلندر کے اصولوں کو نہ بھولو

نغمے گلِ مہتاب کے ہر بزم میں گاؤ
مردانہ بنو۔ دل کا رباب اور بجاؤ

نانکِ اعظم

اقتباس از نظم جناب اللہ یار خاں صاحب جوگی

نانکِ اعظم کی ہر تعلیم عالمگیر تھی
اُلفتِ انساں کی جیتی جاگتی تصویر تھی

ایک مذہب کیلئے ہرگز نہ تھی محدود وہ
سب کو دکھلاتی تھی راہِ منزلِ مقصود وہ

رہنما تھے آپ ہر پیر و جواں کے واسطے
باعثِ رحمت زمین و آسماں کے واسطے

ترجمانِ حق تھا گویا آپ کا شیریں کلام
اِک نشانِ حق تھا گویا آپ کا شیریں کلام

اے گورونانک

از جناب جگن ناتھ صاحب کمالؔ کرتار پوری

مجھے وہ نورِ حقیقت دِکھا دیا تُو نے
نظر سے حُسنِ دو عالم گِرا دیا تُو نے

اَلِف کو نسخۂ عِرفاں بنا دیا تُو نے
ہزار نام سے اس کا پتا دیا تُو نے

چھپا ئیں گاؤں میں بھینسیں تو اے گُورُو نانک
دِلوں میں سِکّۂ عظمت بِٹھا دیا تُو نے

جہاں جہاں بھی پڑے جنگلوں میں تیرے قدم
ہر ایک ذرّے کو سُورج بنا دیا تُو نے

گیاہِ خُشک نے قدموں کو جس جگہ چُوما
اُسے بھی پھُول بنا کر ہنسا دیا تُو نے

پہنچ کے قید میں ڈالا طبیعتوں پہ اثر
بشر نہاد کو انساں بنا دیا تُو نے

سرورِ مَے کی جو بابر نے مست دعوت دی
تو بے خُمارِ نشے کا پتا دیا تُو نے

حرم کی بے اَدبی پر جب اعتراض ہُوا
قدم کے ساتھ اِسے بھی گھُما دیا تُو نے

تری روش کو غلط جان کے چلی جب بات
تو بات بات سے نکتہ سجھا دیا تو نے

کیا اشارہ - لڑھکتی چٹان ٹھہرا دی
اسی پہ ہاتھ کا پنجا جما دیا تو نے

رحیم و رام کی رحمت دکھا کے لوگوں کو
تمام فرق دوئی کا مٹا دیا تو نے

خدا کا نام سنا طول و عرض دنیا نے
بشر بشر کو خدا سے ملا دیا تو نے

مری زبان سے مشکل ہے معجزوں کا شمار
کہا کلام تو جادو جگا دیا تو نے

تری روش سے مٹے ذات پات کے جھگڑے
خدا کے فیض کو یکتا بنا دیا تو نے

کمالِ فیض ہے شاعر پہ یہ تصور کا
لکھا ہے میں نے وہی جو لکھا دیا تو نے

بابا نانک!

از جناب خوش سرحدی

فقیرِ حق نگر، اے پیکرِ صدق و صفا نانک
گدائے بے ریا، اے سرگروہِ اولیاء نانک!

فرشتوں سے سوا، شانِ کریمی کو پسند آیا
نیاز و عجز تیرا ارمغانِ بے بہا نانک

ترے میخانۂ وحدت کی بھی کیا بات ہے بابا!
یہاں پر تو تمہاری نام کی دن رات ہے بابا!

ترے پیرو ہیں شمعِ الفت و عرفاں کے پروانے
تری عظمت کو سمجھے ہیں مے وحدت کے مستانے

زمانہ دل سے ممنونِ کرم ہے تیرے احساں کا
زبانِ خلق پر رقصاں ہیں اب تک تیرے افسانے

ترا اُپدیش ہے آئینۂ نورِ لقا بابا!
ترا پیغام ہے انسانیت کا رہنما بابا

ترا یہ فلسفہ ہر دور میں زندہ صداقت ہے
مداوائے غمِ عالم مساوات و محبت ہے

عبارت ہے یہ تیرا مدعا تعظیمِ مرشد سے
کہ بیشک لائقِ عزت یہاں انساں کی عظمت ہے

بہ مے سجّادہ رنگیں کن گرت پیرِ مغاں گوید
کہ سالک بے خبر نہ بود ز راہ و رسمِ منزل ہا — حافظ رح

وہ سوزِ عشق جس سے بزمِ عالم جگمگا اُٹھی / وہ آہنگِ محبّت جس سے نفرت تھرتھرا اُٹھی
وہ سازِ شوق جس نے مستیوں کے گیت برسائے / وہ کیفِ رُوح جس سے زندگانی مسکرا اُٹھی

مسلّم ہے زمانے میں ترا اعجازِ گویائی
کہ تجھ پر فاش تھا رازِ خموشی رازِ گویائی

خدا برتر، خدا واحد، مگر انساں برابر ہیں / تفاوت جو روا رکھتے ہیں انسانوں میں کافر ہیں
عمل سے بندۂ خاکی فرشتہ بھی ہے شیطاں بھی / عمل کے سوز سے رُوح و دلِ آدم منوّر ہیں

تری تعلیم تھی یہ زندگی سچ ہے حقیقت ہے
مسلسل خدمتِ خلقِ خدا اصلِ عبادت ہے

ستمگاروں نے پھر ظلم و ستم کی انتہا کی ہے / نئے حربوں سے شیطانوں نے تشکیلِ فنا کی ہے
بھڑک اُٹھے ہیں انسانوں میں شعلے بغض و نفرت کے / زمانے میں ضرورت پھر کسی مردِ خدا کی ہے

پیامِ شوق لے کر پھر یہاں اک بار آجاؤ؟
اے سوزِ عشقِ عالمگیر کے اوتار آجاؤ!

گورو نانک

از جناب ِ متین نکودری

قوم کی ہستی کا جوہر تھی گورو نانک کی ذات
ہندیوں کا بختِ بیدار تھی گورو نانک کی ذات

جہل کی تاریک محفل ہیں، شبِ ظلمات ہیں
سر بسر اک نور کا پیکر تھی گورو نانک کی ذات

مخزنِ مہر و وفا - مجموعۂ صدق و صفا
عام انسانوں سے برتر تھی گورو نانک کی ذات

زیورِ انسانیت کی تاب جس کے دم سے ہے
آب داری ہیں وہ گوہر تھی گورو نانک کی ذات

قطعات

عظمتِ گورونانک

از جناب راندر جیت گاندھی

"ذکرِ نانک"

ذکرِ اوجِ حیات کرتا ہوں
خدمتِ کائنات کرتا ہوں
آدمیت کے نام پہ گاندھی
گورونانک کی بات کرتا ہوں

"ذاتِ نانک"

اے گورونانک، مسیحائے زماں
فخرِ عالم، نازشِ ہندوستاں
ذات تیری مایۂ تقدیس تھی
معتقد کیوں کر نہ ہو تیرا جہاں

"تصویرِ نانک"

سراپا مایۂ تسکین ہے تصویرِ نانک کی
تجلّی نورِ عرفاں کی ہے اِک تنویرِ نانک کی
اندھیرے میں یہ کرتی ہے شعاعِ نور کی پیدا
نجاتِ دائمی کا حکم ہے تدبیرِ نانک کی

"انتظارِ نانک"

نغمہ وحدت کا سُنانے کیلئے آ، نانک
ظلم دُنیا سے مِٹانے کے لئے آ، نانک

آدمی، آدمی کی جان کا دُشمن ہُوا آج
سب کو اِک جان بنانے کیلئے آ، نانک

"راہِ نانک"

اے جوانو، تم ہو میرِ کارواں
دیش کی ہے تم سے عظمت عزّ و شاں

راہِ نانک پر چلو گاندھی مدام
راہ یہی ہے، راہنمائے گُمرہاں

رُباعی

از جنابِ اِختر رضوانی

دیکھو تو نظاروں کی جبیں ملتی ہے
ہر چار طرف ارضِ حسیں ملتی ہے
جس سمت کہ اُٹھتی ہے نِگہ نانک کی
اُس سمت بہاروں کی زمیں ملتی ہے

گورونانک جی مہاراج کی آمد پر

از جناب ظہور احمد صاحب ظہورؔ سہارنپوری

وہ اک مژدۂ جاں فزا بن کے آیا
محبت کا اک دیوتا بن کے آیا

وہ انساں کی آتما بن کے آیا
بشر کیلئے کیا سے کیا بن کے آیا

وہ ہندو مسلماں کا ہمدرد ساتھی
جہاں میں گورو نانکا بن کے آیا

جہاں کو پیامِ صداقت سُنایا
وہ انسانیت کی بقا بن کے آیا

جو کمزور تھے اُن کو قوّت عطا کی
وہ مظلوم کا حوصلہ بن کے آیا

تلاشِ سحر میں بھٹکتی تھی دُنیا
اندھیرے میں روشن دیا بن کے آیا

محبت کا زخموں پہ مرہم لگایا
مریضوں کے حق میں شفا بن کے آیا

اُٹھائے ہوئے سکھ مذہب کا جھنڈا
مکمل مجسّم وفا بن کے آیا

اچھوتوں کو عزّت کا درجہ دِلایا
شکستہ دلوں کی صدا بن کے آیا

وہ بارہ برس امتحانوں سے گذرا
جب آیا تو اک کیمیا بن کے آیا

اکیلا غضبناک موجوں سے اُلجھا
وُہ طوفان میں ناخدا بن کے آیا

وہ مکہؐ کا زائر بنارس کا راہی
خدا کو خبر ہے کہ کیا بن کے آیا

ظہور اہلِ دنیا نے سنتے ہیں جس کو
وہ اُس راہ کا رہنما بن کے آیا

تین شعر

از جناب میلا رام صاحب وفا

اُبھرنے دی نہ دِل میں مال و زر کی چاہ نانک نے
نہ اپنائی تمنائے حصولِ جاہ نانک نے

دیا پیر و جواں کو درس عزم و استقامت کا
کیا خورد و کلاں کو فرض سے آگاہ نانک نے

دِیا لالو کی نانِ خشک کو فخرِ پذیرائی
کیا رد خوان بھاگو کا بصد اکراہ نانک نے

گورو نانک

از جناب اوم پرکاش صاحب زار انباوی

جب ظلمتوں کے پردے سے پھوٹی شعاعِ نور — ذرّات جگمگائے ہُوا صبح کا ظہور
چمکی بہارِ حسن بہا چشمۂ سرور — خوابِ گراں سے جاگ اُٹھا طائرِ شعور

عرفاں کے جلوے ارض و سما پہ بکھر گئے
گیسو عروسِ موسمِ گل کے سنور گئے

رُوحِ حیات واقفِ اسرار ہوگئی — دُنیائے فکر خواب سے بیدار ہوگئی
تصویرِ ذہن حسن کا شہکار ہوگئی — شمعِ حواس پیکرِ انوار ہوگئی

اوجِ خرد پہ ہوش کا تارا چمک اُٹھا
باغِ ذکا میں عقل کا غُنچہ چٹک اُٹھا

مستانہ وار چلنے لگی صُبح کی ہوا — سازِ صبا پہ اُڑنے لگا نغمۂ بقا
پیدا کلی کلی میں ہُوا جوشِ ارتقا — شبنم نے موتیوں کا خزانہ لٹا دیا

غنچوں کی سُرخیوں میں نہاں شوخیٔ شباب
نرگس کے پھول جیسے کوئی ساغرِ شراب

ایوانِ کائنات میں روشن چراغِ طُور — عرفاں کی انجمن میں رواں سیلِ حسن و نُور
پیمانۂ حیات میں رقصاں مئے طہُور — اُونچا فلک کی رفعتوں سے خاک کا غرور

دوشِ فضا پہ نُور کے جھالوں کا بانکپن
ذرّات کی جبین پہ انوار کی پھبن

نظّاروں کے ہجوم سے بجلی چمک اُٹھی — افلاک کی جبین ضیا سے جھلک اُٹھی
دوشِ جہاں پہ زلفِ ارادت لہک اُٹھی — خوشبوئے مُشک دہر میں ہر سو مہک اُٹھی

ننکانہ سے طلوع ہُوا مہرِ ضَو فشاں
روشن ہُوا زمینِ صداقت کا آسماں

قالب میں ایک قطرہ کے دریائے بے کنار — پردہ میں ایک ذرّہ کے انوارِ کردگار
دریوزہ گر کے بھیس میں سُلطانِ ذی وقار — جامہ میں اک فقیر کے معبُودِ روزگار

کلجگ کی ظلمتوں میں جلا نور کا دیا
بھٹکے ہوؤں کو مل گیا نانک سا رہنما

وحدت کے جلوے عام ہوئے جل اُٹھے چراغ
چمکا بہارِ حسن سے روحانیت کا باغ
عرفاں کی شراب سے بھر بھر گئے ایاغ
گرما گئے حرارتِ دیں سے دل و دماغ

نانک کے زمزموں سے ہوئی مست کائنات
مل مل گئی حیات کے ماروں کو پھر حیات

دل سے تمام واہمے کافور ہو گئے
شمعِ یقیں سے وسوسے پُر نور ہو گئے
پھیلے ہوئے جو سائے تھے وہ دور ہو گئے
انوارِ دیں کے حلقہ میں محصور ہو گئے

دورِ خزاں بہار کے سانچے میں ڈھل گیا
منشائے زیست ایک نیا رُخ بدل گیا

آئینۂ حیات سے اُڑ اُڑ گیا غبار
ریحاں کا پھول بن گیا گلشن کا خار خار
نغمے الاپنے لگے دل کے شکستہ تار
آنکھوں سے پھوٹ نکلے محبت کے آبشار

ہستی کا جام بادۂ وحدت سے بھر گیا
نورِ وفا سے روئے محبت نکھر گیا

دریائے زندگی میں اُٹھی موجِ معتبر
طوفانِ صدق میں بہا تکذیب کا اثر

لیلائے حق کی کھچ گئی تصویر قلب پر
جلووں سے باریاب ہوئی مضمحل نظر

سینہ میں کائنات کے قندیل جل گئی
ظلمت ضیا و نور کے سانچے میں ڈھل گئی

بادِ صبا میں ڈھل گیا طوفانِ تند خو
اُڑنے لگی صحن میں گلِ معرفت کی بو

آپس میں مل کے غنچے ہوئے محوِ گفتگو
تصویرِ پرکشش بنا ہر نقشِ آرزو

نانک نے شمعِ زندگی میں نور بھر دیا
دل کے کلس کو مطلعِ انوار کر دیا

نانک محیطِ نور تھا دریائے روشنی
نانک شرارِ حسن تھا اجمالِ آگہی

نانک چراغِ روح تھا قندیلِ زندگی
نانک جبینِ نقش تھا تصویرِ دل کشی

اسرارِ کائنات تھے نانک کی بات میں
پنہاں خدا کی ذات تھی نانک کی ذات میں

نانک کے دم قدم سے کھُلا معرفت کا باب — ساغر میں دل کے بھر گئی توحید کی شراب
آیا جہانِ کفر میں اک طرفہ انقلاب — کذب و فریب و مکر کے رُخ سے اُٹھی نقاب

ایمان و اِتقا کا چمن زار کھِل گیا
جس پھُول کی تلاش تھی وہ پھُول مل گیا

نانک کے دِل میں سوز تھا حدت لئے ہُوئے — نانک کے دل میں درد تھا لذت لئے ہوئے
نانک کے دل میں زخم تھے زینت لئے ہُوئے — نانک کے دل میں داغ تھے نکہت لئے ہوئے

نانک نے بابِ فصلِ بہاراں کو وا کیا
غنچوں کو گلستاں میں چٹکنا سکھا دیا

گورونانک

از جناب پورن سنگھ صاحب ہنر۔ امرتسر

تجلّی بارِ مہرِ عالمِ انوار نانک تھے
فروغِ دیدۂ ہر طالبِ دیدار نانک تھے

مقرّب تھے محبّ ایزدِ غفار نانک تھے
حقیقت آشنا و محرمِ اسرار نانک تھے

پرستارانِ باطل کے دبائے دب نہیں سکتی
جہاں میں جس حقیقت کے علمبردار نانک تھے

نہ کیوں گردش میں آتا جامِ وحدت بزمِ کثرت میں
شرابِ ساغرِ توحید سے سرشار نانک تھے

اُنہیں کے دم سے دُنیا میں ہُوا احیاءِ حرّیت
امام و پیشوائے اُمتِ احرار نانک تھے

اُجالا نورِ حق کا ہو گیا سارے زمانے میں
کہ باطل کے لئے اک تیغِ آتش بار نانک تھے

ہمیں منزل رسی مشکل اگر ہوتی تو کیوں ہوتی
ہمارے کارواں کے کارواں سالار نانک تھے

نہ کیوں اُن کی جبیں سے جلوۂ نیّر عیاں ہوتا
پئے چشمِ تماشا مشرقِ انوار نانک تھے

کمی ہرگز نہ ہوگی جاں نثاری میں ہنرؔ مجھ سے
مرے آقا۔ مرے مالک۔ مرے سردار نانک تھے

گورونانک

از جناب ہما ہرنالوی

نظر اُس کی تھی محوِ رنگِ صفات
مگر دل تھا معمورِ انوارِ ذات

خودی کے مراحل سے آگاہ تھا
فقیری میں بھی وہ شہنشاہ تھا

نظر آتی کثرت میں وحدت اُسے
ملی تلخیوں میں حلاوت اُسے

نہ پوچھو کچھ اُس کی حق آگاہیاں
حق آگاہیاں تھیں خود آگاہیاں

کرشمہ عجب یہ دکھایا اُسے
خدا بندگی نے بنایا اُسے

عجب رنگ کا وہ قدح خوار تھا
شرابِ حقیقت سے سرشار تھا

پیامِ محبت سناتا رہا
وہ بچھڑے ہوؤں کو ملاتا رہا

یہ مانا کہ جسماً وہ نابود ہے
مگر اُس کی تعلیم موجود ہے

اگر اُس پہ دل سے عمل ہم کریں
تو ہر اک معمے کو حل ہم کریں

گورو نانک دیو جی

از جناب رگھبیر داس ساحر (سیالکوٹی) جالندھر

اے گورو نانک تیری عظمت بیاں کیا کیجئے
بند اک کوزے میں بحرِ بیکراں کیا کیجئے

باہمی اُلفت کے وہ تُونے دکھائے معجزے
کافر و دیندار کے جھگڑے سراسر مٹ گئے

ہندو و مُسلم کو باہم تُونے یکجا کر دیا
بادۂ توحید سے دونوں کا ساغر بھر دیا

تُونے ہر انسان کو انسان کا رُتبہ دیا
تیری نظروں میں تھی یکساں وقعتِ شاہ و گدا

ختم تُونے کر دیا چھوٹے بڑے کا امتیاز
ایک صف میں سامنے تیرے تھے محمود و ایاز

راستی مذہب تھا تیرا آشتی پیغام تھا
ہر گھڑی ہر وقت تیرے لب پہ ہر کا نام تھا

نام کی مستی میں تو سرشار رہتا تھا مدام
درحقیقت جس کے آگے ہیچ تھا بابر کا جام

نیک بندوں کی محبت ہیں وہ تیرے معجزے
دودھ پیدا کر دیا لالو کی نانِ خشک سے

اِسلئے بھاگو کی دعوت میں ہُوا شامل نہ تُو
اس کے حلوے میں عیاں دیکھا غریبوں کا لہو

لوگ پھر سے بندۂ حرص و ہوا ہونے لگے
کوئی کہہ سکتا نہیں اب کیا سے کیا ہونے لگے

چھا رہی ہے چار سُو دُنیا پہ نفرت کی گھٹا
بول بالا پھر سے کر دے نعرۂ توحید کا

ست گورو نانک دیو جی مہاراج

شاعرانہ عظمت

از جناب امر چند قیس

آج بھی صدقِ دل سے اک دُنیا
دم تری شاعری کا بھرتی ہے

تیری فِکرِ بُلند۔ کیا کہنا!
اس پہ سو جان سے یہ مرتی ہے

رُوح پیرا ہے تیرا رنگِ کلام
اس سے ہر زندگی نکھرتی ہے

عرش ہے تیرا فرشِ پا انداز
شاعری تجھ پہ ناز کرتی ہے

نانک پرکاش

بھولے بھٹکوں کو رہِ راست دکھانے والے!
خواب سے نیند کے ماتوں کو جگانے والے!

رنگ کی نسل کی تفریق مٹانے والے!
شرک و تثلیث کے جھگڑوں کو چکانے والے!

نغمہ وحدت کا زمانے کو سنانے والے!
آج تک ہیں تیرے ممنون زمانے والے!

کفرزاروں کو حقیقت کی ضیا دی تُو نے | شمعِ دیں ہر دلِ تیرہ میں جلا دی تُو نے
دھاک اُنوارِ الٰہی کی بٹھا دی تُو نے | بُت و بُت ساز کی ہستی ہی مٹا دی تُو نے

تیری ہستی کسی تعریف کی محتاج نہیں
حق پرستی کسی توصیف کی محتاج نہیں

بے طرح فتنے جگاتی تھی کدورت کی ہوا | حشر پر حشر اُٹھاتی تھی عداوت کی فضا
تانِ نفرت کی اُڑاتی تھی سیاست کی گھٹا | جامِ زہراب پلاتی تھی محبّت کی ادا

بول بالا ہُوا ایماں کا تری برکت سے
پھر اُجالا ہُوا عالَم میں تری رحمت سے

منکشف راز کیا بیم و رجا کا ہم پر | بابِ معنی ہُوا اِعشق و وفا کا ہم پر
رنگ جمنا ہی گیا صِدق و صفا کا ہم پر | اور مطلب کھُلا تسلیم و رضا کا ہم پر

کیوں نہ اپنائیں ترے وعظِ حق افروز کو ہم؟
کیوں نہ بھر جائیں رمُوزِ سبق آموز کو ہم؟

اے گورو نانک تیرے اوصاف ہوں کیوں کر بیاں

از جناب رام کرشن صاحب تمنّا انبالوی

یوں تو اے اوّل گورو تو سنت تھا درویش تھا — واہ لیکن تیری درویشی کی شان ارتقا
دیوتا بھی کہہ رہے ہیں مرحبا صد مرحبا — اس زمیں پہ کتنا اونچا مرتبہ حاصل کیا
ہر طرف چھایا ہوا ہے تو مثالِ آسماں
اے گورو نانک ترے اوصاف ہوں کیونکر بیاں

قادرِ اعمال بھی تھا زیرک و عاقل بھی تھا — صاحبِ کردار بھی تھا مرشدِ کامل بھی تھا
رہنمائے راہ بھی تھا رہروِ منزل بھی تھا — جو سبق تو نے دیا اس کا تو خود عامل بھی تھا
تیری خصلت پر تو ہوتا ہے فرشتے کا گماں
اے گورو نانک ترے اوصاف ہوں کیونکر بیاں

تو نے ظاہر کر دیا کیا ہے حقیقت کیا مجاز — سارے عالم کو بتائے معرفت کے تو نے راز
بغض و نفرت سے تعصب سے رہا تو بے نیاز — تیرے مذہب میں نہ تھا چھوٹے بڑے کا امتیاز

تری نظروں میں برابر تھے سبھی خورد و کلاں
اے گورو نانک ترے اوصاف ہوں کیوں کر بیاں

ساری دُنیا کی نظر میں تیری عزّت ہے وہی — ذِکر ہے ہر لب پہ تیرا پانچ صدیوں بعد بھی
گردشِ ایّام سے آزاد ہے ہستی تری — لوگ مالا پھیرتے ہیں اب بھی تیرے نام کی

سر جُھکاتا ہے عقیدت سے تجھے سارا جہاں
اے گورو نانک ترے اوصاف ہوں کیوں کر بیاں

تو نے سب کو اُلفت و اخلاص کی تعلیم دی — تو مِٹانا چاہتا تھا اختلافِ باہمی
تیری خواہش تھی یہی تیری تمنّا تھی یہی — تو بنانا چاہتا تھا آدمی کو آدمی

کاش تیری راہ پر اب بھی چلیں اہلِ جہاں
اے گورو نانک ترے اوصاف ہوں کیوں کر بیاں

گورو نانک

از جناب رشی پٹیالوی

بادۂ غفلت سے رُوحِ قومیت سرشار تھی
ہستیِ مذہب زمانے میں ذلیل و خوار تھی

فطرتِ کفر آشنا مجبور تھی لاچار تھی
رُوحِ یزداں اہرمن سے برسرِ پیکار تھی

شمعِ حق پر مٹنے والا کوئی پروانہ نہ تھا
بندۂ مہر و مروّت کا پتہ ملتا نہ تھا

دھرم کی بگڑی ہوئی حالت سنبھل سکتی نہ تھی
کفر و باطل آشنا فطرت بدل سکتی نہ تھی

پھانس غم کی قلبِ مضطر سے نکل سکتی نہ تھی
صورت ایسی تھی کہ کچھ تدبیر چل سکتی نہ تھی

مٹتے مٹتے مٹ گیا تھا حق پرستی کا نشاں
ہر طرف تھیں خیمہ زن اوہام کی تاریکیاں

پریم کا ایثار و الفت کا نشاں ملتا نہ تھا
ڈھونڈنے پر بھی محبت کا نشاں ملتا نہ تھا

شامِ غم میں صُبحِ عشرت کا نشاں ملتا نہ تھا
نورِ وحدت کا سعادت کا نشاں ملتا نہ تھا

پردۂ ظلمت میں تھی تنویرِ حق کھوئی ہوئی

دیش کی تقدیر تھی منہ ڈھانپ کر سوئی ہوئی

ایک طوفانِ حوادث ہر طرف پُر شور تھا
سخت حسرتناک تھا انجام ہر امید کا

رہ روِ ہستی کو منزل کا نہ تھا کوئی پتا
کوئی بھی ملتا نہ تھا مشکل کشا درد آشنا

دفعتاً معصوم آہوں کا اثر ایسا ہوا......

اک فرشتہ سیرت انساں ہند میں پیدا ہوا

اُس نے آکر دردمندوں کا مداوا کر دیا
اُس نے بے دردوں کے دل میں درد پیدا کر دیا

انقلاب اُس کی مسیحائی نے ایسا کر دیا
جو نظر آیا اُسے بیمار اچھا کر دیا

اُس کے پیغامِ عمل نے درسِ بیداری دیا

اُس نے ہم کو محرمِ اسرارِ خود داری کیا

اُس کی سادہ صاف باتوں میں بڑی تاثیر تھی
اُسکے شبدوں میں حقیقت آفریں تفسیر تھی

اُس کے اک اک حرف میں اک آیتِ تسخیر تھی
اُس کے اک اک لفظ میں الہام کی تنویر تھی

اُس کا پیغامِ محبّت جانشینِ دل ہُوا

اُس پہ جو ایمان لایا واقفِ منزل ہُوا

بے نواؤں بے کسوں کا آسرا کہیئے اُسے
بحرِ ہستی میں تلاطم آزما کہیئے اُسے

سچ تو یہ ہے ناخداؤں کا خدا کہیئے اُسے
پیکرِ حُسنِ حقیقت۔ دیوتا کہیئے اُسے

شمعِ روشن اُس نے کی ظلمت سرائے ہند میں

نورِ عرفاں اُس نے پھیلایا فضائے ہند میں

رُباعی

از جنابِ اختر رضوانی

ہوں گی ترے کردار کی باتیں ہوں گی

ہر صُورتِ اظہار کی باتیں ہوں گی

جس جذبۂ ایثار کا تو حامی تھا

اُس جذبۂ ایثار کی باتیں ہوں گی

گورو نانک

از جناب صابرہ الوہری ایم اے

جہالت میں ہر شخص ڈوبا ہُوا تھا
حقیقت سے نا آشنا تھا زمانہ

کوئی چاند سورج کو دیتا تھا پانی
کوئی کفر و ایماں کے چکر میں گم تھا

سمجھتا تھا کوئی خدا ہے بتوں میں
مکیں اس کو کعبے کا کہتا تھا کوئی

کوئی جان دیتا تھا دولت کی خاطر
کوئی چُور تھا جامِ مے کے نشے میں

کوئی شاہ بابر کی مانند ناداں
سمجھتا تھا عیش و طرب ہی کو ایماں

یہ دُنیا سبھی کچھ تھی اُس کی نظر میں
نہ تھی اس کو پروا کوئی آخرت کی

نفاق و عداوت کا تھا دور دورہ
جھگڑتے تھے آپس میں شیخ و برہمن

محبت کا دُنیا سے نام اُٹھ گیا تھا
کدورت کا چھایا تھا ہر سو اندھیرا

مگر تُو نے شمعِ حقیقت جلا کر
کیا دور ظلمت کو ذہنِ بشر سے

محبت کا دستور پھر سے چلایا
ملایا برہمن کو شیخِ حرم سے

کیئے راز افشا خدائی کے تُو نے
بشر کو فرشتوں کا ہمسر بنایا

سکھایا اِسے بندگی کا سلیقہ
کیا آشنا اِس کو حُسنِ ازل سے

پلائی اِسے وہ شرابِ حقیقت
جو رکھتی ہے مخمور و مدہوش دائم

چھڑکتے ہیں جاں تجھ پہ شیخ و برہمن
تو محبوبِ عالم ہے اے فخرِ انساں!

ترا نام زندہ رہے گا ابد تک
ترے آستاں پر جھکے گا زمانہ

رُباعی

از جنابِ اختر رضوانی

وحدت کے پرستار تجھے ڈھونڈتا ہے
اے دُکھیوں کے غمخوار تجھے ڈھونڈتا ہے
ہر دشت میں۔ ہر بحر میں۔ ہر وادی میں
اے صاحبِ کردار تجھے ڈھونڈتا ہے

گورو نانک کے چرنوں میں

از جناب کالیداس گپتا رضا پوسٹ بکس 3455 نیروبی مشرقی افریقہ

ہر اک ادنےٰ ہر اک اعلےٰ گورو نانک کے چرنوں میں
ہر اک ناداں ہر اک دانا گورو نانک کے چرنوں میں
ہر اک بچہ ہر اک بوڑھا گورو نانک کے چرنوں میں
جھکی پڑتی ہے کُل دُنیا گورو نانک کے چرنوں میں
جھکا لو تم بھی سیس اپنا گورو نانک کے چرنوں میں

تجلّی اُن کی آنکھوں میں ترنّم اُن کی بانی میں
ترحّم سخت گیری میں محبّت سخت جانی میں
فطانت بے خیالی میں سخاوت سرگرانی میں
غرض اُن کی فضیلت ہے مسلّم آگ پانی میں
جھکا لو تم بھی سیس اپنا گورو نانک کے چرنوں میں

اسی در پر دلِ آشفتہ کو تسکین ملتی ہے
اسی گلزار میں آکر کلی ہر دل کی کھلتی ہے
پھٹی جھولی غریبوں کی اسی چوکھٹ پہ سِلتی ہے
اسی دربار میں بنیاد مایوسی کی ہلتی ہے
جھکا لو تم بھی سیس اپنا گورو نانک کے چرنوں میں

وہ بختاور ہیں جن کو ایسے صاحبدل کے درشن ہوں
ولی اللہ و نیک و عابد و عاقل کے درشن ہوں
کرم گستر۔ معاون۔ رہنما۔ عادِل کے درشن ہوں
رضا تم کو بھی کاش اُس مرشدِ کامل کے درشن ہوں
جھکا لو تم بھی سیس اپنا گورو نانک کے چرنوں میں

گورو نانک

از سودھی گوربچن سنگھ صاحب کوشاں

برابر تھے خدا کے اور نہ ہمسر تھے گورو نانک
نگاہِ شوق میں اُسکا ہی مظہر تھے گورو نانک

سخا کا ایک نخلِ بار آور تھے گورو نانک
نقوشِ زُہد کے رنگین جوہر تھے گورو نانک

کبھی وُہ دِل میں بستے تھے کبھی آنکھوں میں بستے تھے
انہیں دونوں گھروں کے ایک دلبر تھے گورو نانک

محبت آفریں و صُلح پرور تھا پیام اُن کا
وطن کے اِک نرنکاری پیمبر تھے گورو نانک

مقدر جاگ اُٹھے اُنکے نگاہیں پڑ گئیں جن پر
مگر تبدیلیٔ قسمت کے مُحضر تھے گورو نانک

وہ سمجھے کس طرح دُنیائے دُوں کے خار زاروں سے
ریاضِ معرفت کا اِک گُلِ تر تھے گورو نانک

تمنّائے وصالِ یار میں کھوئے گئے ایسے
اُسی کی ہو بہو تصویر یکسر تھے گورو نانک

نہ تھا اُنکی نظر میں امتیازِ خویش و بیگانہ
قیودِ مذہب و ملّت سے برتر تھے گورو نانک

طریقت آپکی آلودۂ ارماں نہ ہوتی تھی
ریاضت آشنا ہمدرد رہبر تھے گورو نانک

محیطِ عشق کی ہر موج طوفان خیز تھی بیشک
یمِ طوفان زا کے اِک شناور تھے گورو نانک

اُنہیں بہبودیِ خلقِ خدا کا تھا خیال اتنا
مسافت میں رہے اور اس غم سے مضطر تھے گورو نانک

سرور و کیف طاری ہے ابھی تک بزمِ امکاں پر
شرابِ مستیٔ مطلق کے ساغر تھے گورو نانک

ہزاروں آرزوئیں دستِ حسرت ملتی رہتی تھیں
اُٹھائے سر اگر کوئی تو خنجر تھے گورو نانک

تجھے اندازۂ عظمت کی کیا توفیق ہے کوشاں!
جمالِ یار کا خاموش پیکر تھے گورو نانک

قطعات

از جناب کالیداس گپتا رضا نیروبی۔ مشرقی افریقہ

پیار اور امن ہے تعلیم گورو نانک کی
لازم انسان پہ تعظیم گورو نانک کی

سب مذاہب کی طلب آپ نے کر دی پوری
کون کر سکتا ہے تقسیم گورو نانک کی

وقف انساں کیلئے پیار گورو نانک کا
کبھی جھوٹا نہیں اقرار گورو نانک کا

اِک ترازو یہاں تلتا ہے ہر اِک چھوٹا بڑا
صاف ہے سچا ہے بیوپار گورو نانک کا

ع حق یہ ہے کہ حق پردۂ نانک میں چھپا تھا

از سوڈھی گوربچن سنگھ کوشاں

وہ واعظِ اُلفت تھا کہ سرہنگِ وفا تھا
نانک کا تو ملنا ہمیں، انعامِ خدا تھا

ادنےٰ سی کرامات تھی اُس شاہِ عطا کی
کی جس پہ نظر صاحبِ توقیر ہوا تھا

جب سب تھے سراسیمہ و حیراں و پریشاں
نانک نے ہی تسکین کا پیغام دیا تھا

دیوانگیٔ جوشِ محبت تیرے صدقے!
ہر شوق کی محفل میں عجب رنگ جما تھا

توحید کا پرچار کیا جس نے جہاں میں
نانک وہی دلدادۂ تسلیم و رضا تھا

اُس ہادیٔ برحق نے اُٹھایا عَلمِ حق
باطل ہی نے جب ہند پہ ہاں قبضہ کیا تھا

کیا شان ہے اُس کی دلِ مخمور سے پوچھو
میخانۂ نانک سے جسے جام ملا تھا!

نفرت ہی سی تکتی تھیں جنہیں سب کی نگاہیں
اخلاص و محبت نے اُنہیں شرف دیا تھا

انکارِ صداقت کی جسارت کسے ہوگی؟
حق یہ ہے کہ حق پردۂ نانک میں چھپا تھا

دکھلائی زمانے کو عجب شانِ تجارت
سودا جو کیا اُس نے وہ سچا ہی کیا تھا

جنّت ہے درِ الفتِ مخلوق پہ حاضر
اُٹھتی ہی نہیں دہر کی سمت اُسکی نگاہیں
اِس عُقدۂ دشوار کو حل اُس نے کیا تھا
پنجاب کے ساقی نے جسے جام دیا تھا
اظہارِ عقیدت ہے کوئی کھیل نہیں ہے
کوثناں کو شعور اُس کا ازل ہی سے ملا تھا

رُباعیات

از جناب مُرتضیٰ حسین صاحب مسرورؔ لکھنوی

ہر بزم کی اِک شان تھے ست گُورنانک
ہر شخص برابر تھا نظر میں اُن کی
سچ کہتا ہوں انسان تھے ست گُورنانک
ہندو نہ مسلمان تھے ست گُورنانک

اذہان کو پاکیزہ کیا کرتی ہے
مسکے ہُوئے ملبوس سیا کرتی ہے
تعلیمِ محمدؐ ہو کہ نانک مسرورؔ
پیغامِ محبّت کا دیا کرتی ہے

گورو نانک دیو

از جناب ۔ آر ۔ ایس ۔ کوثر

تجلیٔ حقیقت تھا سراپا نور تھا نانک
رہِ وحدت میں مانندِ چراغِ طور تھا نانک

ہوئے تھے فیضیاب اُسکی نگاہِ لطف پرور سے
نگاہِ ظاہری سے گو بہت ہی دُور تھا نانک

نہ ہوتی کس طرح مسحور دُنیا اس کے نغموں سے
کہ خود بھی نغمۂ توحید سے مسرور تھا نانک

نظر آتا تھا اُس کو جلوۂ توحید ہر جانب
مئے توحید سے کچھ اس طرح مخمور تھا نانک

جہالت کے اندھیرے میں پیامِ روشنی لایا
ہدائیت کار بن کر دہر میں نانک گورو آیا

دلِ محزوں کو بخشی رونقِ گلزار نانک نے
دیا اِنسان کے ملبوس ہیں دیدار نانک نے

ہر اک فردِ بشر کو آدمیت کا سبق دے کر
کیا دُنیا کو خوابِ جہل سے بیدار نانک نے

دلِ اہلِ زمانہ کو پیامِ آشتی دے کر
مٹایا زندگی کی رُوح کا آزار نانک نے

اُڑائیں سازِ دل کے تار پر عرفان کی تانیں
سُنا کر نغمۂ وحدت کیا سرشار نانک نے

خلوصِ جذبۂ دل نے کیا ایسا اثر پیدا
شبِ تاریک سے یکدم ہُوا نورِ سحر پیدا

گورو نانک پہ لائے کیوں نہ ہر اہلِ نظر ایماں
دکھایا اُس نے ہر فردِ بشر کو جلوۂ عرفاں

نظر تکتی ہے اُس کی رہ گذر کو ایک مدت سے
ابھی تک مضطرب ہے چشمِ دل میں دید کا ارماں

اثر انداز ہیں اب تک ہم اُسکے حسنِ باطن سے
یوُنہیں پھیلا رہے تا حشر اُسکے فیض کا داماں

متانت روئے انور پہ ہمیشہ رقص فرما تھی
نظر آتی تھی انوارِ فضیلت سے جبیں تاباں

زمانہ معترف ہے اُس کی شانِ رہنمائی کا
حقیقت یہ ہے وہ تھا رہنما ساری خدائی کا

گورو نانک سے خطاب

از جناب ست پرکاش سالک

۱

عالم وجد میں سنسار کو لانے والے | اک مدھر زمزمۂ توحید کا گانے والے
ایک اوم کار کا اُپدیش سنانے والے | وید کے گیان سے سمبودھ کرانے والے
کیوں نہ پرنام کریں تجھ کو زمانے والے

۲

کس کی جگیاسا نہ کی پیار سے پوری تُو نے | دُور انسانوں سے کی دُویش کی دُوری تُو نے
اہلِ کعبہ کو دیا درسِ حضوری تُو نے | کعبۂ کفر کی بنیاد ہلانے والے
کیوں نہ پرنام کریں تجھکو زمانے والے

۳

ایک پیغامبرِ عشقِ الٰہی تُو تھا | برہم گیانی تھا کہیں - صوفی صافی تُو تھا

بزمِ رنداں تھی تو اس بزم کا ساقی تُو تھا | مے ہمیں نامِ خُماری کی پلانے والے

کیوں نہ پرنام کریں تجھ کو زمانے والے

۴

ایش کی بھگتی میں دِل محو تھا ایسا تیرا | "تیرہ تیرہ" ہی پھر رٹ لگ گئی "تیرا تیرا"

عشق سچّا تھا ترا۔ سچا تھا سودا تیرا | بھگتی کے تجھ پر زمانے کو چلانے والے

تجھ کو پرنام کریں کیوں نہ زمانے والے

۵

بُغض و تفریق کی دیوار گرائی تُو نے | پریت کی ریت زمانے کو سکھائی تُو نے

راہ اشفاق و محبت کی دکھائی تُو نے | جزوِ ایمان محبت کو بنانے والے

تجھ کو پرنام کریں کیوں نہ زمانے والے

گورو نانک

از جناب ہری چند گلؔ انباری

اندھیرے چھٹے روشنی آگئی — یہ کون آگیا زندگی آگئی

گل و غنچہ پر تازگی آگئی — فضا در فضا دلکشی آگئی

نیا گل کھلا گلشنِ ہند میں

اُجالا ہوا گلشنِ ہند میں

بہاروں نے برسائیں رنگینیاں — لچکنے لگیں اُٹھ کے رعنائیاں

لگیں قمریاں بولنے بولیاں — یہ کون آگیا جگ میں جادو بیاں

لباسِ بشر میں وہ خود آگیا

جو ننکانہ میں جلوہ فرما ہوا

چمن در چمن پھیلا نورِ خدا — ہر اک ذرہ ذرہ درخشاں ہوا

خوشا عاصیو! بابِ رحمت کھلا — سحابِ کرم جھوم کر چھا گیا

یہاں فیض پاتے ہیں اہلِ وفا
یہاں سب برابر ہیں شاہ و گدا

نئے نغمے گانے چمن در چمن | لگا پھول برسانے شیریں سخن
لگے رقص کرنے یہ دھرتی گگن | ہوئی شاد سُن سُن کے دنیا مگن

محبت کے نغموں نے جادو کیا
جگا اہلِ عالم کو اپنا کیا

چمن زار نانک بڑا پُر فضا | ہر اک پھول ہے جس میں رنگیں قبا
ہمیں ایسا محسوس ہونے لگا | کہ جیسے درِ باغِ جنت کھلا

گلزار بھی تجھ سے شاداب ہے
مرے ست گورو تجھ کو آداب ہے

گلہائے عقیدت

رہنمائے کامل شری گورو نانک دیو جی مہاراج

از جناب [illegible]

نرنکاری گورو تھے واقعی اک رہبر کامل
انہوں نے ہی دکھائی آدمیت کی ہمیں منزل

انہوں نے قوم کو نغمہ سنایا زندگانی کا
زمانہ معترف ہے آج اُن کی مہربانی کا

زمانے میں وہ اوصافِ حمیدہ کا تھے مجموعہ
وہ مخزن تھے حقیقت کا وہ معدن تھے صداقت کا

اُنہوں نے ہم کو بھر بھر کر دیئے جامِ مئے عرفاں
کئے بیدار اہلِ قوم کے سوئے ہوئے ارماں

ہمارے دل منوّر کر دیئے نورِ رفاقت سے
ہمیں پھر آگہی بخشی رموزِ آدمیت سے

نکالا سازِ ہستی سے اچھوتا نغمۂ راحت
دوئی کا نور جس سے قوم کے افراد کی کلفت

وہ آئے تھے تمیزِ ادنیٰ و اعلیٰ مٹانے کو
وہ آئے تھے ہمیں پھر پریم کا امرت پلانے کو

اخوت کے تھے منبع بحرِ دنیا کے تھے وہ ساحل
اہنسا کے پجاری تھے رواداری کے تھے قائل

پیامِ راستی ہر گوشۂ عالم میں پہنچایا
ہوئے شنکر جیسے مسحور اُنہوں نے راگ وہ گایا

وفا کی بربطِ دل پر سنائی راگنی پیاری
کیا پیدا انہوں نے پھر سے احساسِ وطن داری

جو تھے مظلوم و بیکس انکی آکر دستگیری کی
برائے قوم انہوں نے وقف کر دی زندگی اپنی

عدو اوہام کے تھے وہ، منافرت کے تھے وہ قاتل
انہوں نے محو کر ڈالا نشانِ ظلمتِ باطل

بچایا ہم کو ہر آفت سے ظلم و بربریت سے
اُٹھایا پردہ اوہام ذہنِ آدمیت سے

وہ نفرت کے عدو تھے اور شیدائے محبت تھے
علمبردارِ حق تھے۔ آشنائے رازِ وحدت تھے

بہارِ بے خزاں سے بھر دیا قومی گلستاں کو
بھلا سکتے نہیں دل سے کبھی ہم انکے احساں کو

سبق ہم کو پڑھایا بابا نانک نے محبت کا
بنایا ہم کو شیدائی حقیقی آدمیت کا

نیا احساس دیبنداری جگانے کیلئے آئے
محبت کا ہمیں نغمہ سنانے کیلئے آئے

مجسم صدق تھے وہ اور تھے اخلاق کے بانی
کہیں ڈھونڈے سے مل سکتا نہیں انکا کوئی ثانی

تجارت سچے سودے کی سکھائی اہلِ دنیا کو
بظاہر چاہے دنیاوی نظر سے فائدہ کم ہو

انہوں نے آئینہ خانہ دلوں کا کر دیا روشن
متاعِ نورِ ایماں سے ہمارا بھر دیا دامن

گورو نانک

از جناب طالب شملوی

اے ندائے حق کی صورت
اے شرِ دنیائے عظمت
اے کرشمہ سازِ قدرت
اے شرابِ جامِ وحدت —— تجھ کو طالب کا سلام

جلوۂ حسنِ حقیقت
واقفِ اسرارِ قدرت
آفتابِ علم و حکمت
دشمنِ کفر و جہالت —— تجھ کو طالب کا سلام

منبعِ بحرِ سخاوت
چشمۂ نورِ مسرت
نشۂ صہبائے اُلفت
چارہ سازِ دردِ خلقت ——— تجھ کو طالب کا سلام

ذرِ حق نورِ صداقت
مرکزِ اُمید و راحت
حامیٔ امن و محبت
دشمنِ بغض و عداوت ——— تجھ کو طالب کا سلام

شہسوارِ عزم و ہمت
اوجِ شانِ آدمیت
اے چمن زارِ عقیدت
اے دُرِ نایابِ قدرت ——— تجھ کو طالب کا سلام

گورو نانک

از جناب آر۔ ڈی سیال وفا ڈیپالوی

غریبوں بے نواؤں کا سہارا ہے گورو نانک
جہانِ معرفت کا اک ستارا ہے گورو نانک

رہِ منزل میں لاکھوں ہیں بلند و پست یہ مانا
ہمیں کیا خوف جب رہبر ہمارا ہے گورو نانک

مذاہب کے جھمیلے ختم کر ڈالے محبت نے
محبت ہی کا اک روشن ستارا ہے گورو نانک

بشر کی زندگانی کیا ہے اک بحرِ حوادث ہے
مگر بحرِ حوادث کا کنارا ہے گورو نانک

کبھی جب تنگ کر دیتے ہیں جھگڑے کفر و ایماں کے
تو ایسے وقت میں بس اک سہارا ہے گورو نانک

ہر اک مایوس دل کو اے وفا تم جا کے یہ کہہ دو
اگر کوئی نہیں تو پھر تمہارا ہے گورو نانک

عقیدت کے پھول

از جناب جگر جالندھری

پانچ سو سالہ ترے یومِ ولادت پہ گُرو! — جمع ہیں اہلِ جہاں جشن منانے کے لئے
اِسی موقع پہ ترا ادنےٰ پرستار جگر — پھول لایا ہے عقیدت کے چڑھانے کیلئے

تُو وُہ ذرّہ تھا عیاں جس سے تھی سُورج کی ضیا — تُو وُہ قطرہ تھا عیاں جس سے تھی دریا کی ادا
سچ ہی کہتے تھے "ولی" تجھ کو زمانے والے — تیرے چہرے سے ٹپکتا تھا سدا نورِ خدا

سب برابر ہیں یہ دُنیا کو سکھایا تُو نے — جذبہ تفریق کا ہر دل سے مِٹایا تُو نے
سینۂ دہر میں اُلفت کے شرارے بھر کر — خرمنِ نفرت و کینہ کو جلایا تُو نے

جامِ توحید زمانے کو پلایا تُو نے — سرمدِ مست ہر اک دل کو بنایا تُو نے

ایک اونکار کا اپدیش جہاں کو دے کر
تفرقہ مذہب و ملّت کا مٹایا تو نے

سینۂ دہر میں دل بن کے دھڑکتا تھا تو
دیدۂ دہر میں لو بن کے چمکتا تھا تو
تو لہو بن کے رواں رہتا تھا ہر اک رگ میں
ہر گلِ روح میں بو بن کے مہکتا تھا تو

ہندوؤں میں تھا نہ تنہا نہ مسلمانوں میں
تیرا مذکور تھا ہر قوم کے انسانوں میں
بتکدوں ہی میں نہ تھی صرف ترے نام کی دھن
گونجتی تھی تری آواز اذاں خانوں میں

او غلط راہ سے دنیا کو ہٹانے والے
بھولے بھٹکوں کو رہِ راست پہ لانے والے
دامِ آلام و مصائب میں گرفتار ہیں سب
یاد کرتے ہیں تجھے آج زمانے والے

دل گرفتہ ہے اسے شاد و غزلخواں کر دے
خوگرِ غم ہے اسے شاداں و خنداں کر دے
تیرا بندہ۔ ترا خادم۔ ترا شیدائی ہے
مشکلیں جتنی جگہ پر ہیں سب آساں کر دے

"حضرت بابا گورو نانک کے حضور میں"

از قاری محمد اسحاق حافظ سہارنپوری

گورو نانک کہ جس نے زندگی کا راز سمجھایا
گورو نانک کہ جس نے حق کا رستہ سب کو دکھلایا

گورو نانک کہ جو سرچشمۂ رشد و ہدایت تھا
گورو نانک خزانہ تھا جو عقل و فہم و حکمت کا

گورو نانک، کہ جسکو بالیقیں ایمان حاصل تھا
گورو نانک کہ جسکو دین کا فیضان حاصل تھا

گورو نانک بچھونا اوڑھنا جس کا محبت تھا
وہ جس کے دم سے دنیا میں وقارِ آدمیت تھا

گورو نانک جو کرتا ہے دلوں پر اب بھی سلطانی
گورو نانک جو تھا اک گوہرِ نایاب ایمانی

گورو نانک جو تھا پیرِ طریقت مرشدِ کامل
گورو نانک جسے اللہ کا عرفان تھا حاصل

گورو نانک جو تھا حق کا بڑا پہچاننے والا
خدا کے نام کا عاشق خدا کا ماننے والا

گورو نانک ہوئی ہے رحمتوں کی جس سے ارزانی
گورو نانک ہوا ہے کفر کا جس سے جگر پانی

گورو نانک جو ہر مظلوم کا بیکس کا حامی تھا
گورو نانک جو آزادئ انساں کا پیامی تھا

گورو نانک کہ جسکے نام میں رحمت کے ہیں چشمے
بجے ہیں چارسو عالم میں جسکے نام کے ڈنکے

گورونانک جیسے ہر اک وفا سے ٹوٹ سکتا تھا
گورونانک جو جھک سکتا نہیں تھا ٹوٹ سکتا تھا

جہانِ کفر کے ارض و سما جس سے لرزتے تھے
گورونانک کہ سب جھوٹے خدا جس سے لرزتے تھے

گورونانک کا ہر اک کارنامہ جاودانی ہے
گورونانک کا پیغامِ ہدایت غیر فانی ہے

اُسے موجِ جہاں میں محو کوئی کر نہیں سکتا
پیامِ جاوداں اُسکا ابد تک مر نہیں سکتا

گورونانک مشیّت کی نگاہوں کا تھا اک تارا
وُہ گردونِ محبت کا تھا نورُ افروز سیّارا

نہ وہ سکھ تھا نہ عیسائی نہ ہندو اور مُسلماں تھا
وُہ انسانوں کا رہبر تھا وُہ انساں تھا وُہ انساں تھا

مگر انسان تھا ایسا، فرشتے جس پہ قرباں ہوں
وُہ جسکی اِک نگاہِ مہر سے ذرّے درخشاں ہوں

وہ انساں ایسا انساں تھا جو انسانوں سے بڑھکر تھا
خدا کا خاص بندہ تھا۔ خُدا والوں کا افسر تھا

کہا اُس نے خدا کے جتنے بندے ہیں برابر ہیں
نہ اُونچے ہیں نہ نیچے ہیں نہ برتر ہیں نہ کم تر ہیں

نہیں رکھنا تھا فرق اُن میں کہ انساں سب برابر تھے
نظر میں اُس کی ہندو، سکھ مسلماں سب برابر تھے

کہا اُس نے یہاں کوئی نہیں اچھا بُرا ہوگا
اگر کوئی بڑا ہوگا۔ عمل ہی سے بڑا ہوگا

وُہ بن سکتا ہے شعلہ بھی وہ بن سکتا ہے شبنم بھی
"عمل سے زندگی بنتی ہے جنّت بھی جہنّم بھی"

گورو نانک یقیناً تھا خدائی علم کا دریا
یقیناً قلبِ اطہر اُس کا تھا شفاف آئینہ

وہ آئینہ کہ جس پر نور تھا توحید کا افشاں
تجلّی سے بہت روشن ہُوا جسکی دِل انساں

مٹایا ظلمتوں کو کفر کی اُس ماہِ کامل نے
کیا زندہ سبھی مُردہ دِلوں کو جانِ محفل نے

گورو نانک کے قدموں میں خود آئی دوڑ کر منزل
گورو نانک نے انساں کو خدا سے کر دیا واصل

گورو نانک کہ جسکے نام لیوا وہ دِلاور تھے
کہ جنکے نام ہی سے کانپتے تھے ظلم کے پُتلے

جنہوں نے قصرِ جبر و ظلم کی بنیاد تک ڈھا دی
زمانہ کو جنہوں نے جُرأتِ رندانہ دکھلا دی

جنہوں نے رنگ ہی سارے زمانہ کا بدل ڈالا
شہنشاہی کو بڑھ کر اپنے قدموں سے کُچل ڈالا

غلط ہے جو یہ کہتا ہے مُسلمانوں کے دُشمن تھے
وہ ظالم بادشاہوں اور سُلطانوں کے دُشمن تھے

صداقت اُن کا مذہب تھا وہ مظلوموں کے حامی تھے
مساوات و محبت کے وہ دنیا میں پیامی تھے

کرو یہ عہد مِلکر آج اُس کے نام لیواؤ
اور اپنے عہد کو ہر روز اور ہر وقت دُہراؤ

کہ ہم تعلیم کو اُسکی جہاں میں عام کر دینگے
مئے توحید سے لبریز ہر اک جام کر دینگے

موحّد ہم بنائیں گے زمانے کے ہر انساں کو
درِ حق پر جھکائیں گے زمانے کے ہر انساں کو

ذلالت کُفر کی دُنیا سے ہم یکسر مٹا دینگے
خدا کے نُور سے ساری فضا کو جگمگا دیں گے

وہ مغرب ہو کہ مشرق، ہر طرف حق کی صدا دینگے
گُورُو نانک کا ڈنکا سارے عالم میں بجا دینگے

ہم اپنا مال کیا - اولاد بھی قربان کر دینگے
تصدق اُس کے قدموں پر ہم اپنی جان کر دینگے

رُباعی

از جناب مرتضیٰ حسین صاحب مسرور لکھنوی

جب زہر سے مسموم تھی دُنیا کی ہوا
چھائی تھی زمانہ پہ کدُورت کی گھٹا
ہر گام پہ ڈستے تھے مذاہب کے ناگ
نانک نے سکھائی ہمیں جینے کی ادا

شری گورو نانک دیو جی

از جناب رتن پنڈوروی سری ہرگوبند پور

اے علم بردارِ وحدت اے حریمِ رازِ حق
سوز ہے تیرا سراسر اک نوائے سازِ حق

عالمِ بالا کی محفل میں بھی ہے بالا نشیں
یہ ترا جوشِ حقیقت یہ ترا اعزازِ حق

ذرّے ذرّے کو تجلّی گاہِ عرفاں کر گئی
تیری ہستی تھی سراپا جلوۂ اعجازِ حق

جلوہ زارِ معرفت تھا تُو جہانِ شوق میں
جستجُوئے حق نے تجھ کو کر دیا ممتازِ حق

تیرے نغموں سے ابھی تک اک جہاں مسحُور ہے
بج رہا ہے آج تک دُنیا میں تیرا سازِ حق

ہر نوائے شوق تیری تھی حقائق آفریں
مرحبا کہتا تھا دل سُن کر تری آوازِ حق

روشنی تھی تیرے دم سے محفلِ آفاق میں
اک حقیقی نُورِ پنہاں تھا ترے اخلاق میں

تُو نے روشن سب پہ اسرارِ حقیقت کر دیئے
اہلِ کثرت آشنائے رازِ وحدت کر دیئے

تیری تلقین و نصیحت کام اپنا کر گئی
سینکڑوں گمراہ شیدائے طریقت کر دیئے

تیرے مسلک نے ملا دیں دیر و کعبہ کی حدیں | جوش زن ہر دل میں جذباتِ عقیدت کر دیئے
قصرِ ایماں کی بنا ڈالی تری تعلیم نے | منہدم ایوانِ کفر و شرک و بدعت کر دیئے
تیرے ہر انداز میں تھا ایک کیفِ سرمدی | دین و دُنیا تو نے مرہونِ کرامت کر دیئے
تیرا عشقِ پاک کہیئے حُسنِ افروزِ ازل | جلوہ ساماں تُو نے انوارِ صداقت کر دیئے

گو نگاہوں سے رتن کی آج تو رُو پوش ہے
دِل مگر اس کا عقیدت میں سراپا جوش ہے

رُباعی

از جنابِ روشن ہٹیالوی

جو کام تھا تخریب کی بنیاد کیا | تعمیر کے ہر نقش کو برباد کیا
نانک کے اصولوں کو بھلا کر ہم نے | نانک کو کبھی یاد تو کیا یاد کیا

نذرانۂ عقیدت

از جناب حکیم علی احمد فکرؔ عظیم آبادی

اے سراپا کرم اے مجسّم وفا
اے محبّت کے اخلاص کے دیوتا

پانچ صدیوں سے ہر سُو ہے چرچا ترا
ہے تری مدح خواں ساری خلقِ خدا

ہر طرف سے یہی آ رہی ہے صدا
کتنا اونچا ہے نانک ترا مرتبا

کوئی ہندو ہو مسلم ہو یا خالصا
تیرے مذہب میں تھا ہر بشر ایک سا

تو نے سب کو سبق ایکتا کا دیا
تیرا پیغام سب کیلئے ایک تھا

تو نے احسان سارے جہاں پر کیا
کتنا اونچا ہے نانک ترا مرتبا

تو نے انسانیت کی وہ تعلیم دی
تو نے بھٹکے ہوؤں کی وہ کی رہبری

تو نے اُلفت کی پھیلائی وہ روشنی
مِٹ گئی نفرت و بغض کی تیرگی

ساری دُنیا میں تو نے اُجالا کیا
کتنا اُونچا ہے نانک تیرا مرتبا

تیرے دل میں تھا اُلفت کا دریا رواں | پیاس آکر بجھاتے تھے پیاسے جہاں
فیض جاری تھا ہر وقت تیرے یہاں | آج بھی ہے زمانہ تیرا قدرداں

سارے عالم میں بجتا ہے ڈنکا تیرا
کتنا اُونچا ہے نانک تیرا مرتبا

چھا گیا سب پہ تو حسنِ کردار سے | طرزِ گفتار سے خوئے ایثار سے
داد تجھ کو ملی خویش و اغیار سے | کون واقف نہیں تیرے شاہکار سے

کس زباں پر نہیں ہے ترا تذکرا
کتنا اونچا ہے نانک ترا مرتبا

تو جمالِ خدا کا ہے عکسِ حسیں | تجھ سے معمور ہیں آسمان و زمیں
تجھ سے پاتے تھے فیض اہل دُنیا و دیں | اے گُرو آفریں۔ اے گُرو آفریں

ساری دُنیا کو ہے فخر تجھ پر بجا
کتنا اُونچا ہے نانک ترا مرتبا

یاد کرتی ہے دُنیا تجھے آج بھی
تیری عزّت ہے ہر ایک دل میں وہی
پیش کرتے ہیں نذرِ عقیدت سبھی
فکرؔ بھی بھینٹ کرتا ہے شردھانجلی

نام زندہ ہے۔ زندہ رہے گا ترا
کتنا اُونچا ہے نانک ترا مرتبا

گورو نانک دیو کو دعوتِ طعام

از جنابِ منتر ۔ نکودری

کہیں رہتا تھا اک نرکھان لالو نام تھا جس کا
گھروں میں جا کے محنت اور مزدوری وہ کرتا تھا

غریبوں کی کوئی عزت نہ کچھ توقیر ہوتی ہے
طبیعت کی شرافت باعثِ تشہیر ہوتی ہے

نہایت تنگ دستی میں گزر اوقات کرتا تھا
جو روکھی سوکھی ملتی تھی اُسی سے پیٹ بھرتا تھا

مگر با ایں ہمہ اُس پر خدا کی خاص رحمت تھی
خلوص و صدق و استغنا کی اُسکے پاس دولت تھی

گرفتارِ الم ہو کر بھی وہ آزاد رہتا تھا
قناعت کا یہ عالم تھا کہ ہر دم شاد رہتا تھا

ہمیشہ صابر و شاکر بھی تھا مستِ رضا بھی تھا
وہ دنیا دار بھی تھا اور دنیا سے جدا بھی تھا

گورو نانک اچانک ایکدن اُسکے ہوئے مہماں
ہوا لالو بہت اس خوبیِ تقدیر پہ نازاں

کسی کے گھر میں آ جائے جو خود چل کر حبیب اُسکا
ستارے کی طرح چمکے نہ کیوں کر پھر نصیب اُس کا

شرابِ معرفت کا دور صبح و شام چلتا تھا
زیارت کو جو آیا قالبِ عرفاں میں ڈھلتا تھا

رہا کرتی تھیں ہر دم ہر گھڑی عرفان کی باتیں
تصوف خود شناسی حق شناسی گیان کی باتیں

گورو کے جو عقیدت مند تھے وہ روز آتے تھے
اسی روحانیت کے چشمے سے وہ فیض پاتے تھے

گلِ روحانیت کی بو کا چرچا دور تک پھیلا
پیامِ مرشدِ کامل کا شہرہ دور تک پھیلا

مگر اس بات پر کچھ حاسدِ کم مایہ شاکی تھے
کہ نانک دیو سب کو چھوڑ کر لالو کے کیوں ٹھہرے

ہتک سب کی ہے اسمیں نیچ کو عزت ہوئی حاصل
اُسے مہماں نوازی کی جو فوقیت ہوئی حاصل

ملک بھاگو کے گھر میں اتفاقاً ایک دعوت تھی
گورو نانک سے بھی تشریف لانیکی گذارش کی

در اندازوں کی بن آئی ملک بھاگو کو بھڑکایا
سبھی آئے مگر دعوت میں اِک نانک نہیں آیا

کہا قاصد سے جائے اور نانک کو بلا لائے
یہاں آکر سبب وہ اپنی گستاخی کا سمجھائے

بلانے پر گورو نانک ملک بھاگو کے گھر آئے
مگر مٹھی میں لالو ہی کی وہ نانِ جویں لائے

ملک بھاگو نے غصے میں نہ آنے کا سبب پوچھا
رذیلوں کو شریفوں سے بڑھانے کا سبب پوچھا

بھری محفل کے مہمانوں نے نانک کی طرف دیکھا
وہاں آنکھوں میں ہمدردی تو ماتھے پر شرف دیکھا

گورو نے دوسری مٹھی میں لی بھاگو کی اِک پوری
دبائیں مٹھیاں تو مل گئی تفسیر بھی اُس کی

نظر آیا اِدھر تو دُودھ کے قطرے ٹپکتے تھے
اُدھر پُوری سے لیکن گِر رہے تھے خُون کے قطرے

ہر اک مہمان نے حیران ہو کر معجزہ دیکھا
اِدھر آب بقا دیکھا۔ اُدھر خُونِ وفا دیکھا

دِکھایا فرق اِمارت اور محنت کی کمائی ہیں
خرد مندوں نے پھیلا دیں یہ سب باتیں خدائی ہیں

سمجھ والے بہیں نانک کی عظمت جان لیتے ہیں
اِسی سے وُہ پیمبر کی صفت پہچان لیتے ہیں

اُجالے جو مجھے گُورو نانک نے دِکھائے

از جناب سوڈھی گوربخش سنگھ ۔ کوشاں

"گھٹ گھٹ بس ہر جُو دَسے"

دَیر و حرم میں جا کر جسکو میں ڈھونڈتا تھا
دِلبر وُہ ایک اپنا دِل ہی میں پا لیا ہے

عظمت کردار

ہندُو کا مُسلمان کا سِکھ کا جو خُدا ہے
سب کا ہے وُہ رحمان، نہ ہندُو نہ مُسلمان

کوشاں اُسے کردار کا بردا نہ دِکھائے
جنّت کا ہے دربان نہ ہندُو نہ مُسلمان

گورو نانک دیو

از جناب خمار جالندھری - آل انڈیا ریڈیو جالندھر

آج بھی ہند ہے قربان تری عظمت پر
آج بھی نقش ہے ہر دل پہ تری عظمت کا
آج بھی سب کی زباں پر ہے ترا ذکرِ جمیل
آج بھی شہرہ ہے ہر سمت تری الفت کا

آج بھی سر ترے قدموں میں جھکا جاتا ہے
آج بھی دل تری برکت سے سکوں پاتا ہے

تو نے ہر قید سے دنیا کو رہائی بخشی
تو نے پابندیوں سے دین کو آزاد کیا
تو نے کافور کیا بغض و تعصب کا نشان
تو نے ہر حال میں انسان کو دلشاد کیا

تیرے اپدیش میں ہر کوئی خوشی پاتا ہے
سجدہ کرتا ہے جہاں نام ترا آتا ہے

اہلِ عالم کو دیا تو نے محبت کا سبق
اہلِ عالم کو سکھایا کہ ہے نفرت تو جنوں
اہلِ عالم کو ہے لازم کہ رہِ حق پہ چلیں
اہلِ عالم کو نہیں زیبِ عداوت کا فسوں

آج بھی تیرے تصوّر سے خُوشی ملتی ہے
دِلِ افسُردہ کی مُنہ بند کلی کھِلتی ہے

اُجالے جو مجھے گورُو نانک نے دِکھائے

از جناب سودھی گورنچن سنگھ صاحب کوشاںؔ

درسِ توحید (ایک ہی ایک)

خُدائی کی حد میں جہاں ایک ہے — زمینیں کئی آسماں ایک ہے
بھٹکتے ہیں سجدے ہزاروں مگر — درِ عشق کا آستاں ایک ہے

"نانک وڈّا آکھیئے آپے جانے آپ"

تیرے رستے کی خاک چھانی ہے — مَیں نے آخر شکست مانی ہے
اپنی عظمت گنوائے گا وُہ عِشق — جس کو سودائے شادمانی ہے

دُنیا کہاں سے بنگئی مٹ کر کہاں یہ جائیگی — تحقیق بھی جنُون ہے عاقل کی آگہی نہ دیکھ

جو ہے رازِ حق اُس پہ پردے پڑے ہیں — بشر کو تلاشِ حقیقت نے مارا

بابا نانک

از جناب ہربھگوان صاحب شاد

اے صداقت کے علمبردار اے نورِ خدا
ہے بجا تجھ کو کہیں مہر و وفا کا دیوتا

تو شہنشاہوں کا شاہ ہے۔ تو اماموں کا امام
گونجتا ہے آج بھی کون و مکاں میں تیرا نام

مومن و کافر ترے در سے ہوئے ہیں فیضیاب
اہلِ دنیا پر ترا لطف و کرم ہے بے حساب

جو ترے دربار میں آیا وہ تیرا ہو گیا
تیرہ بختوں کے مقدر کا سویرا ہو گیا

مذہب و ملت کے جھگڑے ختم تو نے کر دیئے
بادۂ الفت سے تو نے جام سب کے بھر دیئے

زندگی کو تو نے پرکھا ہے نئے انداز سے
نغمۂ توحید گونج اٹھا تری آواز سے

وصل کے طالب کو۔ ذاتِ پاک کے بیمار کو
تیرے میخانے سے ملتی ہے ہر اک میخوار کو

قوم کی گرتی ہوئی حالت پہ سو احساں کئے
اتحادِ قوم کے پیدا نئے ساماں کئے

تو نے بخشا ہے زمانے کو خمارِ زندگی
ہیچ تھا تیری نظر میں کارزارِ زندگی

سر جھکاتے ہیں تری تعظیم میں کون و مکاں
گامزن ہو کاش تیری راہ پر ہندوستاں

ایک سوداگر

از قلم جناب بسملؔ سوہانوی

ایک سوداگر متاعِ حق لئے گفتار میں
سچا سوداگر نے آیا دہر کے بازار میں

وہ سراپا نورِ حق تھا جس کا نانک نام تھا
معرفت کے میکدہ کا اِک چھلکتا جام تھا

مردِ کامل تھا خدا کا بندۂ مقبول تھا
گلستانِ راستی کا نو شگفتہ پھول تھا

قالبِ انساں میں پوشیدہ ازل کا نور تھا
مہرِ عالم تاب تھا قندیلِ کوہِ طور تھا

وسعتوں میں بحر تھا ہم رتبۂ کہسار تھا
صاحبِ صدق و صفا تھا صاحبِ کردار تھا

رازدارِ راز تھا وہ محرمِ اسرار تھا
آشنائے عجز و کل تھا ہر طرح سرشار تھا

ایک نخلِ بارور تھا اک شجر پھلدار تھا
پیکرِ لطف و کرم تھا پیکرِ ایثار تھا

میکشوں کی بزم میں وہ اک عجب میخوار تھا
خم کے خم پیتا تھا لیکن ہر طرح ہشیار تھا

نطقِ گوہر بار تھا بیگانۂ تکرار تھا
صاحبِ اعجاز تھا وہ ساحری گفتار تھا

اُس کا دامن ہر طرح آلائشوں سے پاک تھا
وہ درِ تابندہ تر تھا زیورِ ادراک تھا

ہر تنِ عریاں پہ لطف و فیض کی پوشاک تھا
خار کا غم کھانے والا گل گریباں چاک تھا

اُس کی بانی وید بھی قرآن بھی انجیل بھی
اُس کی بانی شمس بھی مہتاب بھی قندیل بھی

باغبانِ گلشنِ ہندوستاں کہیئے اُسے
پاسبانِ رنگ و بوئے بوستاں کہیئے اُسے

رازدارِ بانیٔ کون و مکاں کہیئے اُسے
جملہ موجودات کی رُوحِ رواں کہیئے اُسے

شانِ قومی نازشِ ہندوستاں کہیئے اُسے
طرّۂ توقیر و ناموسِ جہاں کہیئے اُسے

کارواں سالار کہیئے پیشوا کہیئے اُسے
راہِ حق کا ایک سچّا رہنما کہیئے اُسے

آج پھر مشکل کشائی کی ضرورت ہے ہمیں
گمرہی میں رہنمائی کی ضرورت ہے ہمیں

شمعِ انوارِ خدائی کی ضرورت ہے ہمیں
دورِ باطل میں سچائی کی ضرورت ہے ہمیں

شعلۂ جاوید

از جناب نوبہار صابر

سر حدِ مذہب پہ آکر نسلِ آدم بٹ گئی — کوئی ہندو ہو گیا کوئی مسلماں ہو گیا
توڑ کر دامِ فریبِ حلقۂ دیر و حرم — جو ترے دربار تک پہنچا وہ انساں ہو گیا

لاکھ روشن ہو مگر تجھ سے کوئی نسبت نہیں — چاند داغی ہے مگر بے داغ تھی تیری حیات
جسکی خوشبو سے مہکتا ہے دماغِ کائنات — معرفت کا وہ مہکتا باغ تھی تیری حیات

تیری تعلیمِ درخشاں ہے اک ایسا آئینہ — سطح پر جس کی غبارِ وقت چھا سکتا نہیں
اس چراغِ نورِ حق کے شعلۂ جاوید کو — انقلابِ دہر کا طوفاں بجھا سکتا نہیں

نامِ خماری

پا کے بابر کا اشارہ ساقیٔ زہرہ جمال — خدمتِ ستگُر میں لے کر جام و مینا آ گیا
بندۂ درویش سے سن کر کلامِ دلگداز — سطوتِ شاہی کے ماتھے پر پسینہ آ گیا

تو سمجھتا ہے مئے سامانِ عیشِ دو جہاں — ہم فقیروں کی نظر اس پر ٹھہرتی ہی نہیں

دو گھڑی کا نشہ ہے تیری شرابِ ناب میں
ہم جو پیتے ہیں وہ مے چڑھ کر اُترتی ہی نہیں

پیامِ نانک

از جناب نوبہار صابر

اپنا ہے کہ بیگانہ غرض اس سے نہیں
کعبہ ہے کہ بُتخانہ غرض اس سے نہیں

پیاسے کو تو پینے سے ہے مطلب بابا!
کس نے دیا پیمانہ - غرض اس سے نہیں

کچھ راز - نہ کچھ بھید نظر آتا ہے
قرآن بھی اِک وید نظر آتا ہے

ہو دیدۂ بینا تو بشر کو صابر
ہر ذرہ میں خورشید نظر آتا ہے

اک جنس نہ اِک رنگ سے آرائش ہے
گلدستہ میں ہر پھول کی گنجائش ہے

ہندو سے نہ مسلم سے - نہ عیسائی سے
اِنسان کی اِنسان سے زیبائش ہے

گورو نانک دیو کی عظمت

از جناب پروفیسر بی۔ ڈی شیدا۔ انبالوی

وہ نغمہ کرشن جی نے اپنی بنسی پر جو گایا تھا
وہ رازِ حق جو عیسےٰ نے خود اُمت کو بتایا تھا
رسولِ پاک نے اہلِ عرب کو جو سنایا تھا
وہی پیغام نانک دیو اِس دُنیا میں لایا تھا
یہی باعث ہے۔ جو ہر دِل میں ہے توقیر نانک کی

جہالت کی گھٹائیں چھائی تھیں جب اہلِ عالم پر
ہوئے جاتے تھے سب گم رہ۔ نہ ملتا تھا کوئی رہ بر
جمود ایسا مسلّط تھا۔ ہوئے تھے سب کے دل پتھر
جہاں میں چل رہا تھا ہر طرف جب پاپ کا چکر
دلیلِ منزلِ عرفاں ہوئی تنویر نانک کی

زمانے میں کیئے پھر فیض کے چشمے رواں آکر
بنایا گلشنِ ویراں کو گلزارِ جناں آکر
عیاں پھر کر دیا جو سِر اکبر تھا یہاں آکر
سنائے اُس نے نغماتِ حیاتِ جاوداں آکر
ابھی تک گونجتی ہے کان میں تقریر نانک کی

وہ اِس عالم میں آیا تھا ہمارا رہ نما بن کر
غریبوں بیکسوں کے درد کی دُکھ کی دوا بن کر

ہماری کشتیِ طوفاں زدہ کا ناخدا بن کر ستم کش آدمیت کیلئے مشکل کشا بن کر

نہیں توصیف کی محتاج کچھ توقیر نانک کی

قطعات

از جناب بیرج لعل کوہلی نازاں سرحدی

اے پیمبر۔ چراغِ حق نانک دہر کو جگمگا دیا تو نے

تیرگی میں بھٹکنے والوں کو راستے پر لگا دیا تو نے

اے خدا۔ کیا یہ ہو نہیں سکتا پھر ہو ظاہر وہ ماہِ ننکانہ

پھر سے وحدت کے گیت جاگ اٹھیں پھر سے گونجے ربابِ مردانہ

نہ تو ہندو نہ مسلماں تھا وہ حق تو یہ ہے کہ اِک انساں تھا وہ

مردِ درویش تھا نازاںؔ لیکن لاکھ سلطانوں کا سلطاں تھا وہ

مقدر کی یہ باتیں ہیں اگر تقدیر اچھی ہو تو کوئی رہبرِ کامل اچانک مل ہی جاتا ہے

یقین و صدق سے جو ستگورو کا نام لیتے ہیں انہیں شاعر کا دعوےٰ ہے کہ نانک مل ہی جاتا ہے

قطعہ

از جناب ڈاکٹر بترہ کامل ایم اے - رُہتک

تیرا ہر حرف ترانہ ہے زمانوں کے لئے
تیرا ہر قول خزانہ ہے زبانوں کے لئے
تیرے ہر نقطے سے پیدا ہیں ہزاروں نکتے
تیرا اک تیر ہے لاکھوں ہی نشانوں کے لئے

گورو نانک

از جناب ڈاکٹر بترہ کامل - ایم - اے - رُہتک

اے گورو نانک! جہاں کے پیر! مرشد! رہنما!
ترجمانِ رازِ فطرت! شاعرِ رنگیں نوا!
ہندو و مسلم کو باہم تو نے یک جا کر دیا
بادۂ توحید سے دونوں کا ساغر بھر دیا
تو نے ہر انسان کو انسان کا رتبہ دیا
تیری نظروں میں تھے یکساں ہر کے شاہ و گدا
راستی مذہب تھا تیرا - آشتی پیغام تھا
ہر گھڑی - ہر وقت تیرے لب پہ ہر کا نام تھا
تیرا ہر جذبہ مئے عرفاں کا رنگیں جام تھا
ہر پیام روح پرور سر بہ سر الہام تھا

ست گورو نانک دیو جی مہاراج

از جناب گیان چند منصورؔ ۔ راجپورہ

تو نے ہم کو دکھایا جادۂ حق
تیری ہستی ہے ہستیٔ جاوید | تیری مستی ہے مستیٔ جاوید
تو نے ہم کو پلایا بادۂ حق

تیری تعریف ہو نہیں سکتی
ہر دو عالم میں روشنی تجھ سے | ہر دو عالم کی زندگی تجھ سے
تیری توصیف ہو نہیں سکتی

شرح کا تجھ سے بول بالا ہے
تو طریقت کا راز دانِ عظیم | تو طریقت کا پاسبانِ عظیم

علمِ و عرفاں کا تو اُجالا ہے

جامِ کوثر ہے تیرا ہر نغمہ

حُسن ہر تان سے ہویدا ہے | تیری ہر لَے سے عشق پیدا ہے

رُوح پرور ہے تیرا ہر نغمہ

تیرا ہر شعر ہے محبّت خیز

شرحِ توحیدِ حق ہے تیرا کلام | معرفت کا سبق ہے تیرا پیام

تیرا ہر گیت ہے مسرّت ریز

ہم تیرے نام کے پجاری ہیں

تیرے دیدار کے بھکاری ہیں

اے گورو نانک

از جناب وید پال کوشل - انبالوی

اے کہ نانک اے محبّی زیرک و عالی نشاں
ہو نہیں سکتی قلم سے خوبیاں تیری بیاں

کوئی سورج کو دکھا سکتا نہیں ہرگز چراغ
تیری خاکِ پا کے ذرّے بھی بنے رشکِ کہکشاں

تیرے پرتو سے ملی سجّن سے ٹھگ کو روشنی
تیرے الطاف و کرم سے آئی ریٹھوں میں مٹھاس

گردشِ پا سے تری کعبہ کو بھی گردش ہوئی
سچّے سودے کا ترے ہے آج بھی دنیا کو پاس

بے چلائے جیل میں چکّی تری چلتی رہی
تیرے قدموں میں بآلآخر بادشاہت جھک گئی

پانی بہہ کر خود بخود چرنوں میں تیرے آگیا
پانچ صدیوں بعد بھی ہے شان پنجے کی وہی

نانِ مفلس سے جو نکلی دودھ کی وہ دھار تھی
خون ٹپکا جب نچوڑی نان اک زردار کی

یہ تو اک انسانیت کا درس دینا تھا تجھے | ورنہ یکساں تھے ترے نزدیک گل بھی خار بھی

تو نے خوش ہو کر دعا دی کہ اُجڑ جائیں بھلے | اور بستے ہی رہیں اپنے ٹھکانوں پر بُرے
کون جانے اے گورو تیرا یہ مفہوم خیال | کون کھولے اے گورو نانک ترے یہ فلسفے

تو نے تیرا تیرا کہہ کر سب دیا غلہ لٹا | اور جب پڑتال کی تو ایک دانہ کم نہ تھا
نعش پر تیری لڑے تھے مسلم و ہندو مگر | کچھ نہ تھا زیرِ کفن گلہائے خنداں کے سوا

اے گورو نانک ترا کتنا حسیں ارشاد ہے | یاد ہے تیرا سبق ہم سب کو اب تک یاد ہے
کوئی ہندو کوئی مسلم کوئی عیسائی نہیں | ہر بشر دنیا کا اک ماں باپ کی اولاد ہے

تو نہ ہندو تھا نہ مسلم - تو فقط انسان تھا | ہاں سراپا پیار تھا ایثار تھا ایمان تھا
سارے عالم کو ترے اپدیش نے بخشی ضیا | اے گورو نانک مری نظروں میں تو بھگوان تھا

گورو نانک کا ظہور

از جناب گوربخش سنگھ صاحب مُضطر

عالم کیلئے رحمت تھا وہ نانک بنکر مشہور ہوا
جلووں سے اُس کے دُنیا کا ہر ذرّہ رشکِ طور ہوا

دیکھا ہے جہاں میں وہ عالم دُنیا میں جب آئے تیرے قدم
ظلمت کا گھٹا جاتا تھا دم ایک ایک کا دِل پُر نور ہوا

اللہ رے وہ رُخ کا منظر جس نے بھی نظر ڈالی اُن پر
ہر ایک نظر فردوس بنی دل جلووں سے معمور ہوا

پھیلا تھا نفاق و فتنہ و شر حیران نظر آتے تھے بشر
تُو نے ڈالی جب ایک نظر سب روگ دلوں سے دُور ہوا

توحید کی تھی تعلیم تری دُنیا میں جسکی دھوم مچی
وہ روح اخوت کی پھونکی شر دُنیا سے کافور ہوا

اُلفت سے دلوں کو گرما کر سچائی کی راہوں پر لا کر
توحید کے ڈنکے بجوا کر تو نظروں سے مستور ہوا

یہ شان کوئی دیکھے تو ذرا کیا ربط تھا حق سے بندے کا
جو وعدہ کسی سے تو نے کیا قدرت کو وہی منظور ہوا

ڈنکا تیری سچّائی کا رشیوں مُنیوں میں بج کے رہا
سب نے یہ نتیجہ ہیں دیکھا باطل کا رُخ بے نور ہوا

گفتار وہ جس سے پھول جھڑیں کردار یہ حوریں رشک کریں
اطوار یہ ہر اک انساں کا سر جھکنے پر مجبور ہوا

اعجاز کا تیرے کیا کہنا بیشک تو جانِ مسیحا تھا
مُردوں کو جلایا جوڑ دیا جو بھی غموں سے چُور ہوا

وہ شمعِ ہدایت روشن کی بخشی جس نے ہم کو مکتی
بندوں کو ملایا مولا سے ایماں کا چلن بھرپور ہُوا

کیوں اُس کے نہ دنیا گُن گائے کیوں در پہ نہ اُس کے جھک جائے

وہ مصلح جس کے قدموں سے اندیشۂ عصیاں دُور ہُوا

خراجِ عقیدت

از جناب مِتّر نکودری

سبق صُلح جوئی کا تُو نے پڑھایا
محبت کا سِکّہ دِلوں پر بٹھایا

جفا کے، تشدد کے شیدائیوں کو
سچائی کے رستے پہ چلنا سکھایا

بڑھایا سچائی کی عظمت کو تُو نے
کیا سب پہ روشن حقیقت کو تُو نے

کیا دُور باطل کی تاریکیوں کو
جلا کر چراغِ محبت کو تُو نے

گھٹائیں دو عالم میں رقصاں ہیں جب تک
بہاریں نصیبِ گلستاں ہیں جب تک

ترا نام روشن رہے گا جہاں میں
مہ و مہر دُنیا میں تاباں ہیں جب تک

چلایا بنی نوع کو راستی پر
تو دُنیا میں آیا تھا اوتار لے کر

قلم کی زباں پر بھی تیری ثنا ہے
عقیدت تجھے پیش کرتا ہے مِتّر

خراجِ عقیدت

از جنابِ عشرت لدھیانوی

اے گورو نانک تری آواز سے — چونک اٹھے سب خوابِ کبر و ناز سے

نالۂ مظلوم سن کر آ گیا — عرش سے تو فرش پر صد ناز سے

آشنا تو نے کیا اے ستگورو! — ہر بشر کو معرفت کے راز سے

بالا و مردانہ لافانی ہوئے — غیرتِ عیسےٰ! ترے اعجاز سے

سارا عالم چونک اٹھا یک بیک — نعرۂ حق کی تری آواز سے

اب کہیں ملتا نہیں وہ شورِ حق — جو کبھی نکلا تھا تیرے ساز سے

خوابِ غفلت سے جگا دے قوم کو

پھر اسی توحید کی آواز سے

مسدّس

درمدحِ حضرت بابا نانک

ازبلونت سنگھ فیض سرحدّی

کس سے ممکن ہے ثنا تیری گورو نانک جی | چاند تاروں میں ضیا تیری گورو نانک جی
نعرۂ حق تھی صدا تیری گورو نانک جی | کتنی جاذب تھی ادا تیری گورو نانک جی

کوئی انسان ہو۔ لازم ہے عقیدت تیری
سارے عالم کو مناسب ہے محبت تیری

اک نئی راہ۔ نیا پنتھ چلایا تو نے | خوابِ غفلت سے زمانے کو جگایا تو نے
مادرِ ہند کی عصمت کو بچایا تو نے | ہمکو جینے کا ہر اک راز بتایا تو نے

اے گورو! تو تھا حقیقت کے طلبگاروں میں
تیری عظمت ہے عیاں دین کے میناروں میں

اپنے بندوں کو کراماتِ الٰہی بخشی | اور درگاہِ معلّٰے پہ رسائی بخشی

دے کے احساسِ خودی ہم کو خدائی بخشی | جوہرِ انس کو انساں کی بڑائی بخشی

اہلِ دُنیا کو صداقت کی ضیائیں دے دیں
چشمِ عالم کو بصیرت کی نگاہیں دے دیں

ذاتِ نانک جو سرِ بزم نہ آئی ہوتی | دُور معبود کے قدموں سے خدائی ہوتی
ہر نظر کی نہ بلندی پہ رسائی ہوتی | اب بھی وحشت وُہی انسان پہ چھائی ہوتی

شمعِ حق تیرا یہ احسان ہے پروانوں پر
دیر و کعبہ و کلیسا کے سیہ خانوں پر

آج یہ قوم کی عزّت ہے تو تیرے دم سے | دل میں توحید کی عظمت ہے تو تیرے دم سے
بزم میں شمعِ حقیقت ہے تو تیرے دم سے | ساری دُنیا میں محبت ہے تو تیرے دم سے

شرم سے فطرتِ انساں کو پسینہ آیا
تیرے ہی دم سے کنارے پہ سفینہ آیا

کیسی بھولی سی یہ صُورت ہے مرے پیر تری | دِل کے اُس پار اُتر جاتی ہے تصویر تری
خفتہ جذبات جگا دیتی ہے تقریر تری | ایک عالم پہ مُسلط ہوئی تشہیر تری

ایک عالم تیری چوکھٹ پہ جُھکا جاتا ہے
جو بھی آتا ہے وُہی صِدق و صفا پاتا ہے

حق و اِنصاف کی دُنیا کا پیمبر تُو ہے
منزلِ شوق پہ پہنچائے جو رہبر تُو ہے

عرشِ اِیماں کا چمکتا ہُوا اختر تُو ہے
نُورِ وحدت کی شعاعوں سے منوّر تُو ہے

باغِ جنّت کا تُو اِک گُل ہے مہکنے والا
کُفر و ایماں کے جواہر کو پرکھنے والا

ہیں گُنہگار سہی تجھ پہ بھروسہ ہے مجھے
ہادیِ تکیہ نشیں تیرا ہی تکیہ ہے مجھے

تری اُمّت سے ہوں اِس بات کا دعوےٰ ہے مجھے
ہر دو عالم ہیں فقط تیرا سہارا ہے مجھے

وقتِ رحلت ترا ہی نام زباں پر ہو مری
جب پُکاروں تری رحمت ہو مرے سر پہ کھڑی

تجھ کو بھاتی تھی کسی طور نہ بالا دستی
تیری ہستی تھی وفا کیشِ زماں کی ہستی

دل میں طوفانِ جنوں۔ رُخ پہ بلا کی مستی
تیرا دل تھا فقط اِک نامِ خدا کی بستی

تیرے احکام نہ سمجھے جو۔ وہ کافر ہوگا
تیرا احسان نہ جانے جو۔ وہ منکر ہوگا

تُو نے نااہل کو بھی واقفِ اسرار کیا
تُو نے ناچیز کو بھی شاملِ دربار کیا
جو تھی سرکار۔ اُسے بندۂ سرکار کیا
جو بھٹکتا تھا اُسے حاضرِ دربار کیا

مئے عرفاں جو لنڈھائی۔ تو لُنڈھائی تُو نے
جو پلانے ہی پہ آیا۔ تو پلائی تُو نے

کوئی برہمن۔ کوئی شُودر تو کوئی کھتری تھا
کوئی تھا ناتھ، کوئی سِدّھ۔ کوئی جوگی تھا
کوئی تھا شیخ۔ کوئی مُلّا۔ کوئی حاجی تھا
کوئی زاہد۔ کوئی قدسی تو کوئی صوفی تھا

الغرض ایک بھی انساں نہ تھا اِنسانوں میں
کوئی فرزانہ نہ تھا۔ مُلک کے فرزانوں میں

کِتنا دِلسوز تھا۔ آدم کی جفا کا قِصہ
ہر طرف ایک اندھیرا ہی اندھیرا سا تھا
ظُلمتیں دُور ہوئیں۔ نُور کا تڑکا پھُوٹا
تیرے آنے سے یہاں ایک نیا باب کھُلا

تُو نہ آتا تو یہاں اَور ہی نقشہ ہوتا
دِل کے دریا کا کوئی اَور ہی دھارا ہوتا

تُو نہ آتا تو وُہی شعبدہ بازی ہوتی
وُہی رِدّھی وہی سِدّھی۔ وُہی ناتھی ہوتی
وُہی مُدرا۔ وُہی کِھنتا۔ وُہی چولی ہوتی
جوگ کے نام پہ کیا کیا نہ بُرائی ہوتی

لوگ گھر چھوڑ کے جنگل کو سِدھارے ہوتے
نام کو چھوڑ۔ کرامت کے نظارے ہوتے

حسُن و اخلاق کے چہرے کو نکھارا تُو نے
جو زبوں حال تھے اُنکو بھی اُبھارا تُو نے
زلفِ گیتی کو سنوارا تو سنوارا تُو نے
بادۂ نام کو شیشے میں اُتارا تُو نے

تُو نہ آتا تو خدُا جانے یہاں کیا ہوتا
اللہ والوں کا کوئی اَور ہی اللہ ہوتا

گُورُو نانک

از بلونت سنگھ فیض سرحدی

شمع سے شمع جلانے کے لئے آپ آئے
جوت سے جوت جگانے کے لئے آپ آئے

عشق کو راہ پہ لانے کے لئے آپ آئے
حُسنِ اسلُوب سکھانے کے لئے آپ آئے

رُوح کو حق سے مِلانے کیلئے آپ آئے
موج کو بحر میں لانے کے لئے آپ آئے

درسِ توحید پڑھانے کے لئے آپ آئے
مُردہ رُوحوں کو جِلانے کے لئے آپ آئے

نغمہ دست نام، کا گانے کے لئے آپ آئے
شمعِ توحید جلانے کے لئے آپ آئے

رسمِ اِنساں کو نبھانے کے لئے آپ آئے
کبرِ شیطاں کو مٹانے کے لئے آپ آئے

نامِ حق وِرد کرانے کے لئے آپ آئے
ہم کو اِنسان بنانے کے لئے آپ آئے

گبر و مُسلم کے لئے شیخ و برہمن کے لئے
ستگُورُو! سارے زمانے کیلئے آپ آئے

شمع اِنصاف کی ہر دل میں فروزاں کر دی
گویا اِنصاف دِلانے کے لئے آپ آئے

اِلتفات اُنس و محبت کا خدائی پیغام
ساری دُنیا کو سُنانے کے لئے آپ آئے

مختلف فرقوں کے مابین کھچی تھی دیوار
ایسی دِیوار گرانے کے لئے آپ آئے

راہ جو خضر بھی انسان کو دکھلا نہ سکا
ہمکو وہ راہ دکھلانے کے لئے آپ آئے

کُفر نے زِندہ جلا ڈالے تھے لاکھوں انساں
کُفر کی آگ بجھانے کے لئے آپ آئے

تو اے انسان ہے اللہ کی افضل مخلوق
ایسا احساس کرانے کے لئے آپ آئے

واحدِ کُل ہے خدا۔ کوئی نہیں اسکا شریک
یہ یقیں پُختہ بنانے کے لئے آپ آئے

دُنیاداری بھی تو دیندار بنی رہتی ہے
یہ کرشمہ سا دکھانے کے لئے آپ آئے

رزقِ محنت ہے شہد رزقِ فراواں ہے ہو
معجزہ کر کے دِکھانے کے لئے آپ آئے

صِدق و اخلاص وصفا مہر و وفا کی پونجی
راہِ اُلفت میں لُٹانے کے لئے آپ آئے

مُضطربِ دِل کے لئے وجہِ تسلّی ہوں جو
ایسے اسباب بنانے کے لئے آپ آئے

کوئی ہندو۔ کوئی مُسلم۔ کوئی عیسائی تھا
سب کو انسان بنانے کے لئے آپ آئے

نار کو نور سمجھتا تھا یہ خاکی اِنساں
"نُور کیا ہے" یہ بتانے کے لئے آپ آئے

ہائے! اُس روحِ پریشاں کی پریشاں حالی
اِسکو مرکز ہی پہ لانے کے لئے آپ آئے

بیخود و ہوش سے اُکھڑی ہوئی اِس محفل پر
نام کا رنگ چڑھانے کے لئے آپ آئے

اپنے مرکز سے بھٹکتے ہوئے انسانوں کو
اپنے مرکز سے ملانے کے لئے آپ آئے

بغض و کینہ و تعصب سے مکدّر تھی فضا
یہ فضا صاف بنانے کے لئے آپ آئے

آپ کو رہتا تھا اِک نامِ خدا کا نشّہ
ہم کو بھی جام پلانے کے لئے آپ آئے

ساقیِ میکدۂ خلد مئے عرفاں کا
دور پہ دور چلانے کے لئے آپ آئے

رُخ پہ انساں کے پڑا تھا جو دوئی کا پردہ
رُخ سے وہ پردہ ہٹانے کیلئے آپ آئے

ہمکو جینے کا سلیقہ تھا۔ نہ مرنے کا پتہ
جینا اور مرنا سکھانے کیلئے آپ آئے

تیرہ تیرہ کا جو مطلب لیا تیرا تیرا
سب کچھ اللہ کا بتانے کیلئے آپ آئے

ذاتِ حق خاص ہی اطراف میں محدود نہیں
اِس لئے مکّہ گھمانے کے لئے آپ آئے

پہلے ہوتی تھی اگر ہوتی تھی بُت کی پوجا
بُت پرستی کو مٹانے کے لئے آپ آئے

ہندو مسلم کی اخوّت کا خدائی پیغام
ہندو مسلم کو سنانے کے لئے آپ آئے

یوں تو آنے کو یہاں لاکھوں پیمبر آئے
پر جو آنا ہے اُس آنے کیلئے آپ آئے